دیدار الہیٰ

از

مولانا نعمت علی سدھو
سلطان الافاضل (ایم اے)

ادارہ حیدریہ

پوسٹ بکس 22864 الیگزنڈریا 22304 ورجینیا (واشنگٹن)

دیدارِ الٰہی؟

از قلم
نعمت علی سدّھو
سُلطان الافاضل (ایم اے)

اِدارۂ حمیدیہّ
پوسٹ بکس نمبر 22864 الیگزنڈریا (واشنگٹن
ورجینیا 22304 امریکہ

نام کتاب	دیدارِ الٰہی؟
از قلم	نعمت علی سدھو مؤسس محمدیہ سنٹر ورجینیا چیئرمین ادارہ حیدریہ سابق صدر، وفاق علما شیعہ فیصل آباد پاکستان
سالِ اشاعت	جون ۲۰۰۰ء
تعداد	ایک ہزار
کتابت	مسرت حسین زیدی
سائز	۲۳×۳۶/۱۶
طبع	اول
ہدیہ	
فون	571-565-1082 ~~703-626-5665~~
فیکس	571-294-9040 ~~703-567-8533~~

ناشر

ادارہ حیدریہ

پوسٹ بکس نمبر ~~22864~~ الیگزینڈریا (واشنگٹن)

ورجینیا ~~22304~~ امریکہ

فہرست مضامین

نمبر شمار	عُنوانات	صفحہ نمبر
16	اللہ کا ھاتھ	63
17	اللہ کی اُنگلیاں	66
18	اللہ نابینا نہیں	67
19	اللہ تعالیٰ کی پنڈلی	69
20	اللہ کا قدم جہنّم میں	71
21	اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا	72
22	اللہ تعالیٰ کے سر کے بال	79
23	اللہ تعالیٰ حالتِ شباب میں	80
24	اللہ تعالیٰ کا سبز لباس	81
25	اللہ تعالیٰ کی جُوتیاں	82
26	اللہ تعالیٰ کے اور اعضاء	86
27	اللہ تعالیٰ کی شکل وصُورت	87
28	اللہ کا پہلُو	89

مُقدّمہ

عالیجناب حجۃ الاسلام آقائے علامہ عقیل حیدری بلوچ حوزۂ علمیہ مشہدِ مقدّس برادرِ عزیز جناب مستطاب آقا نعمت علی سدھوتمتی کی تالیفِ مفید "دیدارِ الٰہی" (عدم رویتِ باری تعالیٰ) کا بالاستیعاب مطالعہ کیا، "رویت یا عدم رویتِ الٰہی" ایک مسئلہ ہے جو ہمیشہ سے "اشاعرہ" اور "امامیہ" کے درمیان آرا کی جولانگاہ بنا رہا ہے۔ "اشاعرہ" کے نزدیک اللہ تعالیٰ، روزِ قیامت نہ صرف مومنین کو اپنا دیدار کروائے گا، بلکہ دُنیا میں بھی بعض خاصانِ خدا، عالم رویا میں اُس کا دیدار کرتے رہے ہیں، جیسا کہ ابوحنیفہ کے متعلق مشہور کر رکھا ہے کہ اُنہوں نے خواب میں سو بار اپنے رب کو دیکھا یا احمد بن حنبل نے خواب میں اللہ تعالیٰ سے بعض سوالوں کے جواب پوچھے یا قاسم نانوتوی، کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اُنہوں نے ایامِ طفولیت میں خواب میں دیکھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آغوش میں بیٹھے ہیں "وغیر ذالک من المزخرفات"

لہ یعنی اہلسنّت کے تمام علماً (وہابی، دیوبندی، اہلِ حدیث اور صوفیہ وغیرہ) جیسا کہ اُن کے پیرو مرشد شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رقمطراز ہیں:

"یہ کہ حق تعالیٰ کو دیکھیں گے اور مومنین اُس کے دیدار سے آخرت میں مشرف ہوں گے، کافر اور منافق اِس نعمت سے محروم رہیں گے اور یہی مذہب اہلسنّت کا ہے": تحفۂ اثنا عشریہ، عقیدہ بست و دوم ۲۲، باب پنجم ص ۳۱۱، طبع ترکی و مترجم ص ۳۰۴، طبع کراچی۔

امام النووی لکھتے ہیں: اعلموا ان مذہب اہل السنۃ باجمعھم ان رؤیۃ اللہ تعالیٰ ممکنۃ غیر مستحیلۃ عقلاً واجمعوا ایضاً علی وقوعھا فی الآخرۃ وان المومنین یرون اللہ تعالیٰ دون الکافرین" (صحیح مسلم، ج ۲ صـ۱۵ مع شرح النووی طبع دار الفکر۔ جان تو بیشک مذہب اہل السنۃ کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رؤیت ممکن و عقلاً محال نہیں ہے اور اس کا آخرت میں وقوع ہونے پر اجماع ہے اور بیشک مومنین اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے اور کافر نہیں کریں گے۔

اور امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

نعم رویۃ اللہ بالابصارھی للمومنین فی الجنۃ ....." ہاں اللہ تعالیٰ کی رُویت آنکھوں کے ساتھ جائز ہے اور وہ مومنین کو جنت میں ہوگی (الفتاوی ج ۲، صـ۳۹۰، صـ۳۹۱) وھذا ھو الحق الذی اتفق علیہ سلف الامۃ وائمتھا اور یہ (رؤیت باری تعالیٰ) برحق ہے جس پر پہلے علمائے اُمت اور اس کے آئمہ کا اتفاق ہے (رسالہ التدمریۃ صـ۲۵)، صوفیوں کے پیر ابوبکر کلاباذی بھی اس میدان میں بازی لے گئے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

صُوفیاً کا اس پر اتفاق ہے کہ ہم آخرت میں اپنی آنکھوں سے اللہ کو دیکھیں گے (کتاب التعرف لمذہب اہل التصوف صـ۶۱، مترجم طبع لاہور، تفصیل کے لیے دیکھیں تفسیر ابن کثیر ج ۳، صـ۱۶۱، ج ۴، صـ۴۵۰، طبع دار احیاء الکتب العربیہ بمصر و مترجم ج ۵ پ ۲۱، صـ۸۰، ۸۱، طبع کراچی و تفسیر الطبری ج ۱، صـ۱۰۴، ج ۱۱ صـ۱۰۱، صـ۱۰۵ تا ۱۰۷ و ج ۱۰ و ۲۹، صـ۲۶۸ و ج ۲۷ صـ۱۱۱ طبع مصر و تفسیر فتح القدیر للشوکانی ج ۵ صـ۳۳۸، صـ۳۴۰ طبع مصطفیٰ البابی الحلبی، و تفسیر نسفی ج ۱، صـ۳۱ و صـ۵۳ والابانۃ عن اصول الدیانہ صـ۱۳، صـ۱۴، صـ۱۸ از ابوالحسن الاشعری طبع مدینہ و تفسیر القرطبی ج ۸ صـ۳۳۰، صـ۳۳۱، ج ۱۹، صـ۱۰۷، صـ۱۰۹ طبع دار الکتب و تفسیر المنار ج ۷ صـ۶۵۳ وحادی

الارواح صـ ۳۰۴ ، صـ ۲۰۰ ، صـ ۲۳۴ ، صـ ۲۳۶ وصحیح البخاری ج ۲ ، صـ ۵۲ ، صـ ۵۷۲ وج ۸ ، صـ ۵۹۷ ، صـ ۸۵۷ ، ج ۸ ، صـ ۱۳۰ ، صـ ۱۷۹ ، صـ ۱۸۵ ، مسند احمد بن حنبل ج ۲ ، صـ ۶۴ ، الترغیب والترہیب ج ۶ ، صـ ۳۸۰ والابیات للسفارینی کما فی الکواشف الجلیہ صـ ۴۹۲ وفتح الباری ابن حجر ج ۱۳ ، صـ ۴۲۵ تا صـ ۴۲۷ ، وزاد المسیر لابن جوزی ج ۴ ، صـ ۲۳ وتفسیر ابی السعود ج ۲ صـ ۴۰ ، طبع السعادۃ وکتاب التوحید صـ ۱۶۸ ، صـ ۱۶۹ ، صـ ۱۷۱ ، صـ ۱۸۱ تا صـ ۱۸۴ ، صـ ۲۴۱ لابن خزیمہ ، کتابُ الرؤیۃ از امام دارقطنی (متوفی ۳۸۵ ھ) طبع جدید اُردن وعظم المنۃ فی رؤیۃ المومنین ربہم فی الجنۃ تالیف عبدُ الرحمٰن ، طبع مکہ ، مسند احمد بن حنبل ج ۴ ، صـ ۳۶۰ ، صـ ۳۶۵ صـ ۳۹۲ ، ج ۶ صـ ۱۵ ، ابنِ ماجہ ج ۱ ، صـ ۶۷ ، صحیح مسلم ج ۱ ، صـ ۱۱۲ والترمذی ج ۴ ، صـ ۹۳ ، وشرح عقیدۃ الطحاویہ صـ ۳۰۶ ، صـ ۳۰۷ ، کتاب التصدیق بالنظر الی اللّٰہ تعالیٰ فی الآخرۃ تالیف الامام ابی بکر محمد بن الحسین الاجرّی المتوفی ۳۶۰ ھ ، طبع بیروت و رسالہ دیدارِ الٰہی از احمد رضا خاں بریلوی و تفہیم القرآن ج ۶ صـ ۱۷۲ تا صـ ۱۷۳ ، طبع لاہور و تفسیرِ کبیر ، ج ۹ ، صـ ۵۱ از مرزا بشیر الدین محمُود قادیانی ، طبع جدید لندن و رُوحانی خزائن نمبر ۲ ، ج ۸ صـ ۶۲ طبع جدید لندن از مرزا غلام احمد قادیانی ، تفہیمُ القرآن ج ۶ ، صـ ۲۸۱ ، صـ ۲۸۲ لغایت ۸ ، و ابنِ عربی صُوفی ، فی فصوص الحکم فص اسحاقیہ صـ ۸۷ مع تعلیقات عفیفی و صـ ۲۳۶ مترجم ذہین شاہ تاجی ، وفص شعیبیہ صـ ۱۲۴ ، مع تعلیقات عفیفی و مترجم صـ ۳۷۸ از ذہین شاہ تاجی وفتوحات مکیہ ج ۲ ، صـ ۵۴۱/۴۴ تا صـ ۵۴۲/۴۵ طبع بیروت و رسائل ابنِ عربی ج ۱ ، کتاب الجلالۃ صـ ۹/۸ ، ج ۲ ، کتاب المسائل صـ ۳۶ ، ج ۱ ، کتاب الشاہد صـ ۱۳ ، ج ۲ ، کتاب التراجم صـ ۵۲ ، طبع جدید بیروت عن حیدر آباد ، زندگی ، موت اور انسان آئینہ قرآنی میں صـ ۱۲ ، از ڈاکٹر اسرار احمد ، طبع لاہور و رئیسِ قادیان ، ج ۱ ، باب ۱۷ ، صـ ۵۶ ، صـ ۵۷ تالیف مولانا ابُو القاسم رفیق دلاوری ، طبع مُلتان ، وفتح القدیر ، ج ۱ صـ ۲۴۷ ، وحواشی علی شرح الکبریٰ للسنوسی صـ ۳۸۸ ، والاقتصاد للغزالی صـ ۶۹ ، طبع مصر وشرح الدوانی علی العقائد العضدیۃ

مع شرحہ و حواشیہ (۲/۱۷۰) والاربعین فی اصول الدین للرازی ص۱۹۱، طبع حیدر آباد، و نہایۃ الاقدام للشہرستانی ص۳۵۷ و اصول الدین للبزدوی ص۸۴، طبع مصر و خلاصۃ الفتاویٰ ۱/۱۴۹، از حافظ ابن الہمام طبع مصر و رسائل بحر العلوم ص۹۹، از عبد العلی بحر العلوم و تسکین الصدور ص۸۳،۸۴ از گکھڑوی طبع گوجرانوالہ، طبع سوم و اتمام البرہان ج ۲، ص۱۸، طبع گوجرانوالہ والحماۃ السنیۃ فی الرد علی بعض الصوفیہ ص۱۳ تا ص۳۶، از حسن عبد الرحمٰن السنی البجیری، طبع مکہ و شرح شفا ج ۱ ص۴۱۸، از ملا علی قاری، فتاویٰ عزیزی مترجم ص۲۷۷ تا ص۲۷۹، طبع کراچی، فتاویٰ عبد الحی ج ۱، ص۵۵، ص۶۱ تا ص۶۷، طبع کراچی، شرح العقائد النسفیۃ، للعلامۃ سعد الدین التفتازانی مع میزان العقائد، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی مع حاشیہ تخریج احادیث وحید الزمان، ص۷ تا ص۷۵ طبع کراچی و ص۵۶ تا ص۶۰، طبع ملتان، الخیالی علی شرح العقائد النسفیۃ مع حاشیہ ملا عبد الحکیم سیالکوٹی ص۹۶ تا ص۹۹ مطبوعہ الیوسفی الفرنگی محلی و قندھار افغانستان، النبراس شرح، شرح العقائد النسفیۃ از علامہ محمد عبد العزیز پرہاروی ص۲۴۷ تا ص۲۶۱ طبع سرگودھا، مرام الکلام فی عقائد الاسلام ص۲۳ تا ص۲۹ از علامہ عبد العزیز الفرہاروی طبع ملتان و ایمان کامل ص۷۹، آخر مرام الکلام طبع ملتان و تہذیب العقائد، اردو۔ ترجمہ و شرح عقائد نسفی از مولانا نجم الغنی خان ص۲۹ تا ص۳۱ طبع کراچی۔ فتاویٰ رشیدیہ کامل ص۹۹، از رشید احمد گنگوہی طبع کراچی و شرح المقاصد فی علم الکلام ج ۲، ص۱۱۱ تا ص۱۲۳، از امام سعد الدین تفتازانی طبع اسلامبول و لاہور۔ الملل والنحل للشہرستانی ص۹ ج۱ و ص۹۲ طبع قاہرہ و قم جدید، مکتوبات امام ربانی فارسی ج ۲، ص۱۴۱، ص۱۴۴، مکتوب ۲۶۶، عقیدہ ۱۱، حصہ چہارم، دفتر اول طبع لاہور و ج ۱، ص۴۷۴ طبع استانبول و کراچی، شرح تجرید العقائد ص۳۲۷ تا ص۳۳۶ از علامہ علاؤ الدین علی بن محمد القوشجی، متوفی ۸۷۹ھ، طبع جدید ایران، اشعۃ اللمعات فارسی حصہ چہارم ص۴۲۴ تا ص۴۳۲ از شیخ عبد الحق محدث دہلوی، طبع سکھر والتفسیرات الاحمدیۃ، ص۴۳۶، ص۴۳۷، از علامہ ملا جیون الجونفوری طبع بمبئی و قندھار و حاشیہ التفسیرات

الاحمدیۃ، ص۴۳۶، ص۴۳۷ از علامہ رحیم بخش و بُغیۃ الرائد فی شرح العقائد ص۵۶ تا ص۶۲
از نواب صدیق حسن خاں طبع تربت، مکران و کیمیائے سعادت ص۱۴۰ از صوفی امام غزالی
مترجم نائب نقوی، طبع لاہور۔ غنیۃ الطالبین مترجم مع عربی ص۱۵۸، ص۱۵۹ طبع قدیم
لاہور و تحفۂ دستگیر ص۱۰۲ از شیخ عبدالقادر جیلانی، طبع لاہور قدیم و مشکوٰۃ شریف ص۵۰۰
تا ص۵۰۲ طبع دہلی و مترجم ج ۲ ص۹۰ تا ص۹۳، طبع لاہور و تفسیر عزیزی پارہ عم (۳۰) ص۱۵۵
ص۱۵۶ مترجم طبع کراچی، مسند ابی داؤد طیالسی شریف مترجم ج ۱، ص۱۲، ص۱۳، طبع کراچی،
سنن دارمی شریف مترجم ص۴۲۰، باب ۱۱۸۹، حدیث ۲۷۶۵، طبع کراچی، تفسیر حقانی، ج ۵
ص۱۵۲،۱۵۴، طبع کراچی و تفسیر حسینی مترجم ج ۲، ص۵۵۵،۵۵۶، طبع کراچی و تفسیر مظہری مترجم ج ۱۲
ص۲۱۳-۲۱۹، از علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی، طبع کراچی، تفسیر جامع البیان، ص۴۹۶ از علامہ
محمد بن عبدالرحمٰن الحسنی الایجی الصفوی متوفی ۹۰۵ھ، طبع دہلی، تفسیر وحیدی ص۷۵۱، از علامہ
وحید الزمان، طبع لاہور قدیم، تفسیر نعیمی از مولانا نعیم الدین مراد آبادی ص۸۴۱، بر حاشیہ حمائل
شریف احمد رضا خان بریلوی طبع تاج کمپنی، تفسیر مُوضح القرآن ص۶۰۷ از شاہ عبدُالقادر
محدث دہلوی، طبع لاہور و تفسیر صغیر ص۱۲۴۳ و انڈکس ص۲ از مرزا بشیر الدین محمود قادیانی
طبع اوّل، تفسیر جلالین ص۵۸۲، از علامہ جلال الدین محمد بن احمد المحلی و علامہ جلال الدین
سیوطی، طبع تاج کمپنی لاہور، شرح فقہ اکبر ص۹۸، ص۹۹، ص۱۴۶ تا ص۱۴۹ از مُلا علی قاری، طبع
کراچی، فقہ اکبر از امام ابُوحنیفہ ص۹۸، مع شرح ملا علی قاری، طبع کراچی، حضرت فضیل
بن عیاض ص۱۸۶ تا ص۱۸۹، از مولانا عبدالرحمٰن عاجز، طبع فیصل آباد، علاماتِ قیامت
اردو ترجمہ قیامت نامہ، ص۷۴، از شاہ رفیع الدین محدث دہلوی، طبع کراچی، معارف
القرآن، ج ۸ ص۶۲۷ از مفتی محمد شفیع، طبع کراچی، تفسیر ثنائی، جُز ۸، جلد ۴، ص۱۳۰،
از ثناء اللہ امرتسری، طبع سرگودھا، بہارِ شریعت، ج اوّل، حصہ اوّل، ص۳۸، از مولانا
محمد امجد علی، طبع لاہور، تفسیر ضیاء القرآن، ج ۵، ص۴۳۴، ص۴۳۵، از پیر کرم شاہ، طبع لاہور

احسن التفاسیر ج ۷، ص ۲۳۷، ص ۲۳۸ ۔ از سید احمد حسن محدث دہلوی، طبع لاہور، تفسیر فیوض الرحمٰن اردو ترجمہ روح البیان، پ ۲۹، ص ۴۲۱، از علامہ شیخ اسمٰعیل حقی مترجم شیخ الحدیث محمد فیض احمد اویسی، طبع بہاولپور، اللؤلؤ والمرجان ج ۱، ص ۹۴، از محمد فواد عبدالباقی مترجم سید شبیر احمد طبع سری نگر انڈیا و تفسیر معالم العرفان، پ ۲، ص ۴۰۳، ص ۴۰۴ از مولانا صوفی عبدالحمید سواتی، طبع گوجرانوالہ، تفسیر احسن البیان حاشیہ قرآن مترجم مولانا محمد جوناگڑھی، ص ۷۵۷، از حافظ صلاح الدین یوسف، طبع الریاض و لاہور۔ و احمد الاسکندری فی الانصاف علیٰ تفسیر الکشاف ج ۲، ص ۱۱۵، ص ۱۱۶، طبع مصر و حاشیہ العطار علیٰ جمع الجوامع لابن السبکی ج ۲ ص ۴۶۶، طبع مصر، النسائی فی الصلاۃ من سنن الکبریٰ و ابن ابی عاصم فی السنۃ ۱، ص ۱۹۶، ص ۲۰۱، ص ۴۵۰ و ابن حبان فی صحیح ج ۹. الاحسان، ص ۲۶۷، ص ۲۶۸ و الطبرانی فی الکبیر ج ۲، ص ۲۹۴-۹۶، ص ۲۲۲۴، حدیث ۲۲۲۹/۲۲۳۳ ابن مندۃ فی الایمان، ج ۲، ص ۷۷۹، ص ۷۹۲، ص ۷۸۳، ص ۸۰۰، ص ۸۰۱، واللالکائی برقم، ص ۸۲۵، ص ۸۲۷، و ابوداؤد فی سننہ ج ۴، ص ۲۳۳، حدیث ۴۷۲۹ و حاشیہ کتاب الرؤیہ دارقطنی، ج ۱، ص ۱۹۴، ص ۱۹۵ و ج ۲، ص ۲۳۸، ص ۲۵۲، از احمد فخری الرفاعی، البیہقی فی الاعتقاد ص ۹۵، ص ۹۶، القاضی اسماعیل فی الحجۃ ورقۃ ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۷، ۱۸۶، والھروی فی الاربعین فی دلائل التوحید ۸۳، ۸۴/۳۳ و فی نقضہ علی المریسی ص ۱۹ والدارمی فی الرد علی الجہمیہ، ص ۲۹۸، ص ۳۰۵ والآجری فی الشریعۃ ص ۲۵۸، ص ۲۶۱، و عبداللہ بن احمد فی السنۃ ص ۴۴، ص ۴۵، ص ۴۷، ص ۵۶، ص ۶۱، ص ۶۳، ص ۶۶ وابن الجوزی فی المنتخبۃ ص ۱۱۹، و تحفۃ الاشراف (۴/۱۹۸)، والطیالسی (۲۸۴۲) و ابوعوانہ (۱/۱۵۶) و قرۃ عیون الموحدین ص ۱۸۱، للشیخ عبدالرحمٰن و التمہید لما فی الموطا لابن عبدالبر (۷/۱۵۴، ۱۵۸) و تاریخ بغداد (۷/۶۵) طبع بیروت و عقیدۃ السلف للصابونی (۱/۱۱۸) طبع بیروت۔ والثانی للبیضاوی، ص ۱۸۲۔ والارشاد الی قواطع الادلۃ فی اصول الاعتقاد للجوینی ص ۱۷۷، طبع مصر، و مقدمہ کتاب الرؤیۃ للدارقطنی ص ۵۰، ص ۷۹ از ابراہیم محمد العلی، طبع اردن، و غایۃ المرام للآمدی ص ۱۶۰، ص ۱۶۱

اور چونکہ دیدار مستلزم جہت وجسم ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کے لیے جہات اور اعضاء و جوارح بھی تجویز کیے ہیں جیسا کہ فاضل مؤلف نے اُن کی کتب سے ذات باری تعالیٰ کے لیے ہاتھ، پاؤں، پنڈلی، کمر اور آنکھوں کا اثبات کیا ہے۔

مگر امامیہ کے نزدیک خداوندِ متعال، اعضاء و جوارح اور جہات و مکان سے پاک و منزہ ہے اور آنکھیں اُس کا ادراک نہیں کر سکتیں، نہ دُنیا میں اور نہ ہی آخرت میں، کیونکہ آیتِ مبارکہ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار میں ایسی کوئی قید نہیں ہے، جس سے یہ سمجھا جائے کہ آنکھیں دُنیا میں تو اُس کا ادراک نہیں کر سکتیں مگر آخرت میں کر سکیں گی، نیز آیتِ شریفہ "لن ترانی" بھی نفی رؤیت پر واضح دلیل ہے، کیونکہ علم نحو کا مبتدی طالبِ علم بھی جانتا ہے کہ حرفِ نفی "لن" نفی مؤبد کے

طبع القاہرہ، ابو نعیم فی الحلیہ ج ۶، صفحہ ۳۲۶ و ج ۸، صفحہ ۲۲۸، ومطالع الانظار علی متن طوالع الانوار الاول لابی الثناء الاصفہانی،

الغرض مولانا امین احسن اصلاحی صاحب (دیوبندی) تفسیر تدبر القرآن سورۃ قیامت آیت نمبر ۲۲،۲۳ و سورۃ مطففین، آیت نمبر ۱۵ اور مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب (اہل حدیث) الفیصلۃ الحجازیۃ السلطانیہ، مؤلف مولانا عبد الاحد خانپوری، صفحہ ۲۷،۲۸، مطبوعہ راولپنڈی سنہ ۱۹۱۹ کے علاوہ اہل سنت کے تمام تر علماء و محدثین رویت باری تعالیٰ کے قائل ہیں اور انہیں علماء و محدثین اہل سنت کے عقائد کی ترجمانی کرتے ہوئے "نوائے وقت" میں مضمون چھپا، جس کے جواب میں خاکسار قلم اٹھانے پر مجبور ہوا ———— الاحقر: نعمت علی سدھو،

و علامہ ابوبکر جصاص حنفی احکام القرآن ج ۳ ص

لیے استعمال ہوتا ہے، یعنی جس طرح اللہ کو دُنیا میں نہیں دیکھا جاسکتا، اُسی طرح آخرت میں بھی اُس کا دِیدار مُمتنع ہے۔

مولانا موصُوف نے علم کلام کے اَدق موضوع پر قلم اُٹھا کر واقعاً حقِ موضوع ادا کر دیا ہے اَور نظریۂ روئیت کے ابطال کے ساتھ ساتھ خُود کو موحّدِ کامل اَور دُوسروں کو مُشرک سمجھنے والے اُن توحید نا آشنا اَور معرفتِ الٰہی سے بے بہرہ افراد کی مُستند کُتب سے ثابت کیا ہے کہ اُن کے نزدیک شانِ توحید کیا ہے؟

صُبح و مساء دُوسروں پر کُفر و شرک کے فتوے لگانے والے کیا اِن عقائدِ فاسدہ کے باوجود بھی خُود کو مُسلمان کہلوانے کے مُستحق ہیں: "فتدبروا یا اولی الالباب"

زیرِ نظر کتابچہ یقیناً دینِ مُبین اسلام کی بہترین خدمت ہے۔

اللہ تعالیٰ، مولانا موصوف کے عِلم میں اِضافہ فرمائے، اَور اُنہیں مَوفق فرمائے کہ وہ یُونہی خدمتِ دِین اَور مذہبِ حقّہ کا دفاع کرتے رہیں۔

آمین یارب العالمین!

عقیل حیدری

دس نومبر ۱۹۹۱ سنہ (مشہدِ مُقدّس)

جناب مستطاب سرکار حضرت آیت اللہ العظمیٰ آقائے
الشیخ محمد حسین النجفی ڈھکو مدظلہ العالی :

یہ زندگی کس قدر گرانمایہ ہے ؟ اس کی قدر و قیمت مرنے والوں سے پوچھو۔ تب اس کی گرانباری کا اندازہ ہوگا کہ

؎ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

مگر انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں وہ خوش بخت لوگ جو اس گوہر یگانہ کی قدر دانی کرتے ہیں اور اسے خدمتِ خلق و خالق میں صرف کرتے ہیں اور وہ ایسا کر کے صرف وقت کی عظمت کا اعتراف ہی نہیں کرتے بلکہ بالواسطہ طور پر اپنی عظمت کا اعتراف بھی کرواتے ہیں، انہیں خوش قسمت افراد میں سے ایک فاضل نوجوان عزیز گرامی مولانا نعمت علی سدھو بھی ہیں، جو اپنی عمرِ عزیز کا کوئی لمحہ ضائع نہیں ہونے دیتے بلکہ وہ برابر اسے قومی و ملی اور رفاہی کاموں میں صرف کرتے رہتے ہیں، چنانچہ تا حال ان کے قلم سے کئی شاہکار، جیسے ... تحفہ شیخیہ، تحفہ صوفیہ اور انتباہ الشیعہ (کذا) وغیرہ شائع ہو کر قوم و ملت کا درد رکھنے والے قدر دانوں سے خراج تحسین وصول کر چکے ہیں۔ اب مزید ان کا یہ رسالہ اس سلسلہ جلیلہ کی ایک قیمتی کڑی ہے۔ چنانچہ اس رسالہ مفیدہ "دیدارِ الٰہی" میں ایک مشہور کلامی اختلافی مسئلہ یعنی رؤیت و عدم رؤیتِ باری کو موضوعِ سخن قرار دیکر احقاق ماہو الحق اور ابطال ماہو الباطل کا فریضہ بڑی خوش اسلوبی سے ادا کیا گیا ہے اور ناقابلِ رد و انکار دلائل و براہین سے دنیا و آخرت خدائے تعالیٰ کی رویتِ بصری کا ممتنع اور محال ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ جیسا کہ فرقہ محققہ امامیہ کا عقیدہ و ایمان ہے اور وہ بعض آیات و روایات متشابہات جو بظاہر اس عقیدۂ حقہ کے منافی نظر آتی ہیں۔ ان کی بہترین تاویلات اور

توجیہات بیان کر کے اُس ظاہری تنافی کو رفع کیا گیا ہے۔

مزید برآں جن لوگوں کو ساون کے اندھے کی طرح ہر چیز ہری نظر آتی ہے اور اپنے سوا جن کو سب مسلمان مُشرک نظر آتے ہیں، اس رسالہ میں اُن کی توحید کا نقشہ پیش کر کے دیدۂ بینا اور گوشِ شنوندہ رکھنے والوں کو صلائے عام کی دعوت دی گئی ہے۔ بہر حال یہ رسالہ اپنے موضوع پر ہر لحاظ سے جامع ہے، دُعا ہے کہ خُداوندِ عالم مؤلف ممدوح کی اس سعی و کاوش کو شرفِ قبولِ عام سے نوازے اور اُن کو بیش از بیش قلمی کاوشوں سے قوم و ملت کی خدمت کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

ایں دُعا از من و از جُملہ جہاں آمین باد!

بحق النبیؐ و آلہ الطاہرینؑ

احقر:
انا الاحقر:
محمد حسین النجفی عفی عنہ بقلمہٖ سرگودھا
۲۲، جنوری سنہ ۱۹۹۴

جنابِ مُستطاب اُستاذ العلماءِ الشیخ الجامعہ حضرت

آقائے آیت اللہ العظمیٰ الشیخ اختر عباس النجفی مدظلہ العالی

باسمہٖ ، مذہبِ شیعہ اثناعشریہ کی بقا اور ترقی کا راز علم پر ہے، جس مذہب کی بُنیاد علم اور استدلال پر ہو، وہ کبھی فنا نہیں ہوتا، علم یعنی شکلِ اوّل کے نتیجے سے جو مطلب ثابت کیا جائے گا وہ بدیہی اور یقینی ہوگا۔ شیعہ مذہب کے مخالف جتنے مذاہب ہیں، اُن کی بُنیاد ظن پر ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئاً"

ہمارے علماء نے جتنی کتب اپنے مذہب کی حقانیت پر لکھی ہیں، اُن تمام میں یہی معیار موجود ہے۔ حال ہی میں نوجوان فاضل کامل جناب مولانا نعمت علی سدھو نے رسالہ "دیدارِ الٰہی؟ رؤیت خدا کے محال اور ممتنع ہونے پر تحریر فرمایا ہے۔ گرچہ میں اسکا پورا مُطالعہ تو نہیں کرسکا کیونکہ بندہ تھوڑا سا علیل ہے لیکن مولانا محمّد حسین صاحب ڈھکو اور مولانا ملک اعجاز حسین صاحب کی تقاریظ سے اُن کے مستدل ہونے کی توثیق کی گئی ہے اور یہ دونوں بزرگوار علماء ہمارے مذہب کے ذمّہ دار عُلماء ہیں۔ لہٰذا مجھے بھی اُن کی تحریر سے یہ کہنے کی جُرأت ہُوئی ہے کہ موصوف نے بہت اچھے طریق سے اِس موضوع کو مستدل بیان کیا ہے لہٰذا قارئین اِس رسالہ کو پڑھ کر اپنے عقیدہ کو مُستحکم فرمائیں اور خُداوندِ عالم موصُوف کو مذہبِ شیعہ کی ترویج اور تبلیغ میں موفق فرمائے!

والسلام!

اختر عباس بقلمہ

۹۴-۱۰-۲

جناب مُستطاب اُستاذ العلماء سرکار حضرت آقائے

آیتُ اللہ ملک اعجاز حسین النجفی مدظلہ العالی

حق گوئی اور حق نویسی ایسے دو مشکل کام ہیں جن کو ہر شخص انجام نہیں دے سکتا، اس کے لیے بڑے جگر گُردے والے اور آخرت کو دُنیا پر مقدم رکھنے والے شخص کا ہی کام ہے، دُنیوی مصلحتوں کو مدِّ نظر رکھنے والے اور کمزور دِل لوگ ہرگز یہ کام انجام نہیں دے سکتے، ظاہر ہے کہ ایسے باقوت لوگ زمانہ میں کم ہی ہوتے ہیں اور جو ہوتے ہیں وہ انتہائی قیمتی اور "قلیلٌ مِّن عِبَادِیَ الشَّکُور" کا مصداق ہوتے ہیں، اُنہیں لوگوں میں سے ایک جناب عزیزِ مُعظّم مولانا نعمت علی سدھو صاحب ہیں جنہوں نے بڑے پُر خطر حالات میں صُوفیوں اور شیخیوں کے خلاف قلم اُٹھایا اور پاکستان کے تمام عُلماء کو مُتنبہ کیا، اب زیرِ نظر کتاب بھی وہابیوں اور صُوفیوں کے نظریہ رویت کے خلاف ایک مُستدل اور مُسلّمہ شیعی عقاید کے مُطابق ہے اور شیعہ کے مقابلہ میں جس نظریئے کو کھڑا کیا ہے، اُس کے ابطال کے لیے سعیِ باکمال ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ شیعہ کے مقابلہ میں کھڑے کیے جانے والے نظریات و مذاہب شیخیہ و صُوفیہ و وہابیہ کا شیعی نظریات سے دُور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔ جن حالات میں مولانا نے اُن کے خلاف قلم اُٹھایا ہے، یہ جہاد فی سبیل اللہ سے کم نہیں، خُداوندِ عالم مؤلف موصوف کی توفیقاتِ خیر میں اضافہ فرمائے اور اُنہیں تادیر زندہ رکھے ہم اِن کے ایسے اقدامات اور کوششوں کی بھرپُور تائید کرتے ہیں، اور کرتے رہیں گے، خُداوندِ عالم اِن کو حق نویسی پر ثابت قدم رکھے، آمین!

اعجاز حسین نجفی ۱۶-۹-۹۴ء

پرنسپل دار العلوم الجعفریہ، خوشاب،

جناب مستطاب سرکار حجۃ الاسلام آقائے

علامہ حافظ السید محمد سبطین نقوی مدظلہ العالی

مرکزی صدر وفاق علماء شیعہ پاکستان و پرنسپل ممتاز المدارس، وزیر آباد

الحمد لاھلہ ونصلی علیٰ رسولہ وحبیبہ وآلہ الطاہرین۔

آج بیس ماہ صیام کو فاضل نوجوان جناب مولانا نعمت علی سدھو زید توفیقاتہ، مولف رسالہ تحفۂ شیخیہ و تحفۂ صوفیہ کے مضمون عدم رویت باری تعالیٰ دیکھنے کا اتفاق ہوا، جس میں موصوف نے ۲۷ فروری ۱۹۹۱ء، نوائے وقت لاہور، کے نورِ بصیرت" کالم میں رویت الٰہی کے بارے جو سعیٔ لاحاصل اور عقل و نقل کے منافی استدلالی بیان کی کوشش کی گئی، اس کا جواب نہایت ہی احسن انداز سے لکھا، مضمون نگار کی پیش کردہ آیات کی غلط تاویل و ترجمہ کو عقل و نقل کی رو سے رد کر کے اثبات عدم رویت پر قرآن و حدیث، عقل اور علماء کے اقوال سے کافی وافی جواب کا حق ادا کیا ہے اور متلاشیانِ حق کے لیے ایک علمی دستاویز فراہم کی ہے اور میرے خیال میں کوئی گوشہ خالی نہیں رہنے دیا، اس دور میں ایک نوجوان کے لیے اپنی معاشی ضروریات سے صرفِ نظر کر کے اس فکر میں رہنا کہ دینِ اسلام کے ضوابط و اصول پر کسی طرف سے بھی اگر کوئی آواز اٹھے تو اس کا دفاع اپنی پہلی فرصت میں کیا جائے، یہ فرض شناسی اور جذبۂ خدمتِ اسلام کی بہترین دلیل ہے۔ دعا ہے کہ خداوندِ متعال موصوف کو خدمتِ دین اور دفاعِ حریم تشیّع اور اسلام پر زیادہ سے زیادہ موفق فرمائے اور آپ کی یہ دینی کاوشیں صالح نوجوانوں کے لیے ایک مشعلِ راہ ہوں!

دستخط: حافظ سید محمد سبطین نقوی

۶-۴-۹۱ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ،

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشۡرَفِ الۡاَنۡبِیَآءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ وَاٰلِہِ الطَّیِّبِیۡنَ الطَّاہِرِیۡنَ الۡمَعۡصُوۡمِیۡنَ وَلَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی اَعۡدَائِہِمۡ اَجۡمَعِیۡنَ اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡنِ ۝

نوائے وقت لاہور، ۲۷ فروری ۱۹۹۱ء کے کالم "نورِ بصیرت" میں جس کا عنوان "اللہ تعالیٰ کا دیدار" ہے، مضمون نگار صاحب رقمطراز ہیں "اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ اہلِ جنت اللہ تعالیٰ کا دیدار کرینگے اور یہی جنت کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے، حضور اکرمؐ نے فرمایا، "بڑے مرتبہ کا جنتی صبح و شام دیدارِ الٰہی سے مشرف ہو گا۔" قرآنِ پاک میں ارشاد ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ نہ تو کافروں سے بات کریں گے اور نہ ہی اُن کی طرف نظر اُٹھا کے دیکھیں گے۔" (۳۔ ۷۷) اس سے ظاہر ہے کہ قیامت کے روز مومنوں پر اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت اور اُن سے کلام بھی ہو گا۔ سورۂ القیامۃ میں ارشاد ہے: ترجمہ:۔ "کئی چہرے اُس دن تروتازہ اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔" (آیات ۲۲، ۲۳)۔

ابی رزینؓ عقیلی سے روایت ہے، مَیں نے عرض کیا یا رسُول اللہؐ! کیا قیامت کے دِن ہر شخص بِلا مزاحمتِ غیر اپنے پروردگار کو دیکھے گا؟ حضورؐ نے فرمایا "اے ابُو رزین کیا چودھویں کے چاند کو تم میں سے ہر شخص بلا مزاحمتِ غیر نہیں دیکھتا؟" (ابُو داوٗد) اِس بات میں بھی کسی کو اختلاف نہیں کہ اِس دُنیا میں اللہ تعالیٰ کو کوئی نہیں دیکھ سکتا، نہ کوئی دیکھ سکا ہے، سوائے جنابِ رسُولِ پاک کے۔ آنجنابؐ نے معراج کی رات حق تعالیٰ کا مُشاہدہ کیا اَور دو بار کیا اور سب جانتے ہیں .... سُورہ النجم کی آیات بھی ہیں جن میں اِرشاد ہے کہ، "اُس مشاہدہ کے دَوران نہ آپؐ کی آنکھ نے غلط تاثر لیا اور نہ زیادہ (آیت ۱۷) یعنی صحیح تاثر لیا اَور آپؐ کے فوأد نے اس مشاہدہ کی تکذیب نہیں کی، (بلکہ تصدیق کی)، آیت ۱۱ .... اگلے روز ۲۸ فروری کے اسی کالم میں مزید رقم طراز ہیں .... جنابِ رسُولِ پاکؐ کا اِرشادِ گرامی ہے "ہم نے آپؐ کو اِس طرح نہیں پہچانا جیسے آپؐ کی معرفت کا حق ہے" .... یہ ارشاد جنابِ رسولِ پاکؐ کا ہے جنہوں نے آپؐ کا جلوہ ذاتی رُو در رُو دیکھا، قابَ قوسین کے قریب سے دیکھا ...."

قارئینِ محترم! مذکورہ مضمون نگار صاحب کو کالم تو نُورِ بصیرت کا ملا ہے مگر کبھی کبھی اِس کالم میں نُور کی بجائے ظُلمت بھی دکھائی دے جاتی ہے۔ توحید کا مسئلہ بُنیادی مسئلہ ہے اَور دِین میں شرک کی چار بڑی قسمیں بیان کی جاتی ہیں (۱) شِرک بالذات، (۲) شرک فی الافعال، (۳) شِرک فی الصّفات، (۴) شِرک فی العبادت۔ یعنی اللہ تعالیٰؐ کی ذات میں اُس کے افعال میں، اُس کی صِفات میں یا اُس کی عبادت میں کسی کو شریک

قرار دینا۔ عام طور پر شرک فی الصّفات والافعال پر زیادہ زور دیا جاتا ہے اور شرک فی الذات، یعنی اللہ تعالیٰ کی ہر لحاظ سے وحدہٗ لاشریک ذات پر نہایت کم توجہ دی جاتی ہے، اِس لیے مَیں نے صرف اِس پہلی قسم، شرک فی الذّات ہی کی وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے، تاکہ مسئلہ واضح ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کو ظاہری آنکھوں سے دیکھنا دنیا و آخرت میں محال ہے، اِس پر چند عقلی و نقلی دلائل پیش کیے جاتے ہیں:

عقلی دلائل

:- اللہ تعالیٰ جسم وصُورت اور ترکیب سے پاک اور جوہر وعرض ہونے سے مُبرّا و منزّہ ہے اِس لیے نظر نہیں آسکتا کیونکہ جسم اس جوہر کا نام ہے جو طُول وعرض اور عمق رکھتا ہو اور صُورت ایک عرضِ خاص یعنی شکلِ محدود کا نام ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات اِن دونوں چیزوں سے پاک ومنزّہ ہے۔

جوہر وعرض دونوں ممکنُ الوجُود (جو پہلے سے نہ ہو) ہیں اور اللہ تعالیٰ ممکن نہیں بلکہ واجب الوجُود (جس پر عدم محال ہو) ہے۔ لہٰذا جوہر اس ماہیت اور حقیقتِ کلیّہ رکھنے والی ممکن شئے کا نام ہے جو بذاتِ خود قائم ہو اور اپنے وجود میں موضوع کی محتاج نہ ہو اور عرض سے مُراد وہ ممکن الوجود ہے جو اپنے وجود میں موضوع کا محتاج ہو یعنی جو قائم بالغیر ہو جیسے رنگ و بُو وغیرہ اور یہ کہ جوہر اپنے کمال میں عرض کا اور عرض اپنے وجود میں جوہر کا مُحتاج ہوتا ہے۔ جیسا کہ جناب عبدُالعظیم والی حدیث میں ہے کہ " وانہ لیس بجسم ولاصُورۃ و

عرض ولا جوهر بل هو مجسم الاجسام و مصور الصور و خالق الاعراض والجواهر ...... الخ اور نہ ہی وہ (اللہ) جسم و صورت رکھتا ہے اور نہ ہی جوہر و عرض ہے بلکہ وہ جسموں کو جسم بنانے والا، صورتوں کو صورت عطا کرنے والا اور اعراض و جواہر کا خالق ہے۔ (توحید صدوق ص۸۱ حدیث ۳۷، طبع جدید عماد الاسلام ج۱، ص۱۰، اصول الشریعہ ص۷۲/۳، طبع ثالث)۔

آج کے دورِ جدید میں بھی اگر کوئی شئے الیکٹرونک مائیکرو سکوپ کے ذریعے دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ ایٹم جیسی چھوٹی چیز بھی اپنے اجزا الیکٹران، پروٹان اور نیوٹران پر مشتمل ہے، جس کی وجہ سے وہ شئے نظر آتی ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ مرکب اپنے اجزا کا محتاج ہے اور جو محتاج ہوتا ہے وہ قادر نہیں ہوتا جبکہ اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر کا مصداق ہے اور جو چیز نظر آتی ہے اُس پر شئے کا اطلاق ہوتا ہے جبکہ وہ ذات لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ، بلکہ خالق کُلِّ شئے ہے۔

اگر کہا جائے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک چیز موجود ہو اور نظر نہ آئے؟ تو اس کے لیے عرض ہے کہ رُوح جو ہمارے جسم میں ہے اور درد جو عام طور پر جن اعضا میں تکلیف ہو، محسوس کیا جاتا ہے تو کیا کوئی شخص رُوح اور درد کو دیکھ کر بتا سکتا ہے کہ اُس کا سائز، حجم، رنگ بُو اور ذائقہ کیسا ہے؛

اور مزید یہ کہ کیا کوئی شخص یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اُس نے جاگتے میں تو نہیں لیکن حالتِ خواب میں اُس نے اپنی رُوح یا اپنے درد کو مجسّم شکل میں دیکھا ہے؟ ظاہر ہے کہ نہیں، کیونکہ جو شئے محال

ہے وہ حالتِ خواب میں بھی محال ہی ہوتی ہے۔

تو جب اِنسان ایک مخلوق (رُوح اور درد) کو نہیں دیکھ سکتا تو اِن کے خالق کو کیسے دیکھ سکتا ہے؟ اور کسی چیز کے دیکھنے کے لیے آٹھ چیزوں کا ہونا ضروری ہے، اس کے بغیر وہ چیز نظر نہیں آسکتی۔ (۱) حاسہ بصر کا صحیح و سالم ہونا۔ (۲) جو چیز دیکھی جارہی ہے وہ دیکھنے والے کے سامنے مقابلہ میں ہو یا سامنے ہونے کا حکم رکھتی ہو جیسے آئینے کے ذریعے اُس چیز کا سامنے ہونے کے حکم میں ہونا۔ (۳) وہ چیز حد سے زیادہ قریب نہ ہو۔ (۴) بہت زیادہ دُور نہ ہو۔ (۵) درمیان میں کوئی چیز حاجب و حائل نہ ہو۔ (۶) دکھائی دینے والی چیز ہوا کی طرح ایسی شفاف نہ ہو جو عام طور پر دکھائی نہ دے سکتی ہو۔ (۷) دیکھنے والا دیکھنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ (۸) اندھیرا نہ ہو بلکہ روشنی ہو۔ ظاہر ہے کہ اِن شرائط کے موجود اور متحقّق ہونے کی صُورت میں رویت اور دکھائی دینا ضروری و لازم ہے اِن آٹھ شرائط میں سے کسی ایک کے متحقّق نہ ہونے کی صُورت میں رویت متحقّق نہیں ہو سکتی اور یہ تمام صفات ممکن الوجُود (مخلوق) کی ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ واجبُ الوجُود (جو ہمیشہ سے ہو) ہے، دُوسرا یہ کہ دیدار کے لیے جہت و سمت کا ہونا لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی ایک طرف میں ہوگا تاکہ اُس کو دیکھا جاسکے، پس دُوسری سمتیں اللہ تعالیٰ سے خالی رہ جائیں گی اور وہ محدود ہو جائے گا جو کہ محال ہے۔

دلائلِ نقلی

:- اِرشادِ خُداوندی ہے: وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ○ "اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب کہ تم نے کہا: اے موسیٰؑ! ہم ہرگز تم پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک ہم اللہ تعالیٰ کو ظاہر بظاہر نہ دیکھ لیں، پس تمہیں بجلی نے آپکڑا اور تم دیکھتے تھے۔" (۲۔ ۵۵)۔

اِس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جنابِ موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہُوئے نبی تھے جو اپنی قوم سے کہتے تھے کہ تم مُجھ پر ایمان لاؤ۔ اور وہ جواب دیتی تھی کہ "تم ہمیں اللہ کی زیارت کروا دو تو ایمان لائیں گے۔" اُن لوگوں نے اپنے کسی ذاتی نفع کی شرط عاید نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کی تمنّا کی۔ اب اگر اللہ تعالیٰ کا دِکھائی دینا ممکن ہوتا تو اللہ پر فرض تھا کہ وہ اُن لوگوں کو دکھائی دے جاتا تاکہ سب ایمان لاتے مگر یہ امرِ محال تھا۔ اِس سبب سے اُن پر بجلی گرگئی۔ اگر اللہ تعالیٰ کا دِکھائی دینا ممکن ہوتا تو اُن لوگوں کی درخواست پر بجلی گرانا اللہ کا ظلمِ عظیم ہوتا مگر اُس کا دیکھنا محال تھا اور ہمیشہ محال ہی رہیگا۔ اِس سبب سے اُن کے سوال پر غضبِ الٰہی کو جوش آگیا۔

دوسری جگہ اس واقعہ کو یُوں بیان فرمایا گیا ہے:

(۲) "فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ" یعنی "یہ کہا تھا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کھُلم کھُلا دِکھا دے پس اُن کے اِس ظُلم کے سبب اُن کو بجلی نے آپکڑا تھا۔" (۴۔ ۱۵۳)۔

اِس آیت مبارکہ میں بنی اِسرائیل نے حضرت مُوسیٰؑ سے اللہ کے دِکھلا دینے کی درخواست کی اُس کو اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کا ظُلم قرار دیا پس اگر اللہ کا دِکھائی دینا ممکن ہوتا تو اللہ اُن کی اِس درخواست کو ظُلم نہ فرماتا بلکہ آسانی سے اُن لوگوں کو اپنی زیارت کروا کر اُن کو ایمان لانے پر آمادہ کر دیتا جس کی وجہ سے وہ سب ایمان لے آتے۔ تیسری جگہ اِس واقعہ کو یُوں بیان فرمایا ہے:

(۳) اور ہمارے مُقررہ وقت پر مُوسیٰؑ آیا اور اُس کے پروردگار نے اُس سے کلام کیا: قَالَ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْكَ ؕ قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ مُوسیٰؑ نے کہا: "اے میرے پروردگار! تُو مجھے دِکھلا کہ میں تجھے دیکھ لُوں" فرمایا تُو مُجھے ہرگز اور کبھی بھی نہیں دیکھ سکتا مگر ہاں اِس پہاڑ کی طرف نظر کر، اگر (بفرضِ محال) وہ اپنی جگہ قائم رہے تو سمجھنا کہ مُجھے بھی دیکھ لے گا ورنہ نہیں"۔ پس جب اُس کے پروردگار نے پہاڑ پر اپنے (مخلوق) نُور کا چمکارا ڈالا تو اُسے ریزہ ریزہ کر دیا اور مُوسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑا، پھر جب اُسے ہوش آیا تو کہنے لگا: (اے اللہ) "تُو پاک ہے، مَیں نے تیری طرف رجُوع کر لیا ہے اور مَیں سب سے پہلے تیری (عدم رویت پر) ایمان لانے والا ہُوں"۔ (۷، ۱۴۳)

اِس آیت میں بنی اسرائیل کے اصرار پر جناب مُوسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تاکہ اُن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا جواب معلوم ہو جائے،

چنانچہ جواب مِلا: "لَنْ تَرٰنِیْ"، "لَن" نفی ابدی مُستقبل ہے جس کے معنٰی یہ ہیں کہ تُو کبھی بھی نہیں دیکھ سکے گا، نہ دُنیا میں نہ ہی آخرت میں۔ اگر کہا جائے کہ "دِیدار کا سوال مُوسیٰؑ نے اپنی مرضی سے کیا تھا تو ایک محال کام کا سوال کیوں کیا؟" تو اِس کے لیے عرض ہے کہ جنابِ موسیٰؑ نے قوم کے اِس اِصرار پر، (حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَھْرَۃً "کہ جب تک ہم اللہ تعالیٰ کو ظاہر بظاہر نہ دیکھ لیں") سوال کیا تھا، نہ کہ اپنی مرضی سے، دُوسرا یہ کہ عذاب کی بجلی جو آسمان سے آئی وہ اُن اِصرار کرنے والوں پر پڑی جو سوال کرنے والے تھے، اور مُوسیٰؑ جو اُن کی مجبُوراً صِرف ترجمانی کرنے والے تھے، اُس بجلی سے محفوظ اور صحیح وسالم رہے، اگر مُوسیٰؑ نے یہ سوال کیا ہوتا تو پہلے بجلی مُوسیٰؑ پر پڑتی، تیسرا یہ کہ مُوسیٰؑ نے کہا: اَتُھْلِکُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَھَآءُ مِنَّا، "کیا اب ہمارے بیوقوفوں اور احمقوں نے جو کچھ کیا ہے، اُس کی وجہ سے تُو ہمیں ہلاک کرتا ہے۔" (۷-۱۵۵) اگر کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دِیدار کو پہاڑ کے قرار پکڑنے پر معلق اور موقوف کیا تھا اور پہاڑ کا استقرار فی نفسہٖ امرِ مُمکن ہے اور مُمکن پر جو موقوف ہو وہ بھی مُمکن ہوتا ہے، اِس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان "لَنْ تَرٰنِیْ" کے پیشِ نظر اور وہ ذات جو عالم الغیب ہے اپنے علمِ ازلی کے پیشِ نظر جانتا تھا کہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائے گا، اور پہاڑ کے ریزہ ریزہ ہونے کی حالت میں پہاڑ کا اِستقرار فی نفسہٖ مُمتنع اور ناممکن ہے اور دیدارِ اللہ تعالیٰ جس اِستقرار پر موقوف تھا، وہ اُسی حالت کا اِستقرار تھا، لہٰذا دیدارِ اللہ تعالیٰ امرِ مُمکن پر نہیں بلکہ امر

محال (ناممکن) پہاڑ کے ریزہ ریزہ ہونے پر موقوف ہے جس طرح اِس آیتِ مُبارکہ "وَلَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ۔" اور وہ جنّت میں داخل نہ ہوں گے جب تک اُونٹ سُوئی کے ناکے میں نہ داخِل ہو جائے" (۷۔ ۴۰)، سے واضح ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ "یہ مِثال صِرف دُنیا ہی کے لیے ہے، آخرت میں تو اُونٹ گزر جائیگا، کیونکہ اُس عالم کا اِس عالم سے قیاس نہیں کیا جا سکتا"۔ تو اِس کے لیے عرض ہے کہ جو کام مُمتنع اور محال ہے، اُس کی دو قسمیں ہیں، ایک ہے عادتاً محال، جیسے مُردے کا زِندہ ہونا، سُورج کا واپس پلٹنا وغیرہ، دُوسرا ہے عقلاً محال، جیسے دو اور دو چار ہی ہوتے ہیں، تین یا کم و بیش نہیں ہو سکتے یا اِجتماعِ نقیضین اور ایک ہی وقت میں کوئی چیز سرد بھی ہو اور گرم بھی یا یہ کہ سُوئی کا سُوراخ اُتنا ہی رہے اور اُس میں سے ہاتھی گزُر جائے، یہ تمام چیزیں عقلاً محال ہیں اور ظاہر ہے کہ جو چیز عقلاً محال ہو وہ دُنیا اور آخرت میں واقع ہو ہی نہیں سکتی اور ایسے ہی رویت باری تعالیٰ بھی عقلاً محال ہے۔

مزید ارشادِ باری تعالیٰ: لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ (۶، ۱۰۳) "اُسے آنکھیں نہیں پا سکتیں اور وہ آنکھوں کو پالیتا ہے اور وہ نہایت باریک بین اور پُورا خبر دار ہے"۔ یعنی دل کے خیالات بھی اُس کا اِدراک نہیں کر سکتے تو آنکھوں کی بصارتیں کیونکر اُس کو دیکھ سکتی ہیں۔ (یعنی جب پروردگارِ عالم کی کُنہ ذات کو وہم و خیال بھی نہیں پا سکتا جو آنکھ

سے زیادہ قوی ہے تو بھلا آنکھ کی کیا طاقت ہے کہ وہ اُس کو دیکھ سکے) ؟

اب ہم موصُوف کی پیش کردہ آیات کا ذکر کرتے ہیں،
پہلی آیت کہ "قیامت کے روز اللہ تعالیٰ نہ تو کافروں سے بات کریںگے، نہ اُن کی طرف نظر اُٹھا کے دیکھیں گے۔" (۳، ۷۷)

اِس آیت میں مضمون نگار صاحب نے خُود تسلیم کیا ہے کہ قیامت کے روز مومنوں پر اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت بھی ہوگی تو اِس طرح اِس آیتِ مبارکہ سے واضح ہُوا کہ قیامت کے روز بھی اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت مومنوں پر ہوگی جس طرح دُنیا میں اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں پر نظرِ کرم و رحمت (یعنی اِنعام و نعمات سے نوازا جانا)، ہوتی ہے، دُوسری آیت کا موصُوف ترجمہ یُوں پیش کرتے ہیں:

"کئی چہرے اُس دِن تروتازہ اپنے ربّ کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔" (سُورۃ القیامۃ، آیات: ۲۲، ۲۳)۔

مَیں یہاں اصل فرمان نقل کرتا ہُوں، تاکہ حقیقت واضح ہو جائے۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے: وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (۷۵، ۲۲، ۲۳)، قرآنِ پاک لاریب کتاب ہے اور اِس میں آیاتِ مُتشابہات بھی ہیں، اِس لیے مُتشابہ، آیت سے اِستدلال کرنا مناسب نہیں ہے، اوّلاً اِس آیت میں "نَاظِرَةٌ" اِنتظار کے معنیٰ میں اِستعمال ہُوا ہے، جیسا کہ "فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ" بلقیس نے کہا، اور یقیناً مَیں اُن (سُلیمانؑ) کی طرف ایک تحفہ بھیجنے والی ہُوں، پھر مُنتظر (دیکھتی) ہُوں کہ بھیجے ہُوئے کیا جواب

لاتے ہیں۔" (۲۷، ۳۵)۔

مزید ارشاد ہوتا ہے: مَا یَنظُرُونَ اِلَّا صَیحَۃً وَّاحِدَۃً..." وہ (کافر) نہیں انتظار کرتے مگر ایک چیخ کا کہ وہ اُن کو پکڑلے گی، درآنحالیکہ وہ جھگڑتے ہوں گے۔" (۳۶، ۴۹) مزید ارشاد ہوتا ہے: "ھَلْ یَنظُرُونَ اِلَّا تَاْوِیلَہٗ یَوْمَ یَاْتِیْ تَاْوِیلُہٗ..... الخ" کیا وہ اُس کی حقیقت کا اِنتظار کرتے ہیں، جس دِن اُس کی حقیقت ظاہر ہوگی؟ (۷، ۵۳)۔

اور امیرالمومنین حضرت علی علیہ السّلام اِس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "یہ حالت اُس مقام اور اُس جگہ کی ہوگی کہ جب دوستانِ خُداوندِ عالم حساب سے فراغت حاصل کرکے ایک نہر کی طرف جائینگے جس کا نام حیوان ہے، اُس میں وہ غسل کریں گے اور اُس کا پانی پئیں گے تو وہ تروتازہ ہو جائیں گے، صُورتیں اُن کی نورانی ہو جائیں گی، ہر قسم کا مَیل کچیل اور کثافت اُن سے دُور ہو جائے گی، اِس کے بعد بہشت عنبر سرشت میں داخل ہونے کا اُنہیں حُکم دِیا جائے گا۔" فَمِنْ ھٰذَا الْمَقَامِ یَنظُرُونَ اِلٰی رَبِّھِمْ کَیفَ یُثِیبُھُمْ: "تو یہ وہ مقام ہوگا جہاں وہ اپنے ربّ کے اِنتظار میں ہوں گے کہ کیسے اُن کو ثواب سے سرفراز کرتا ہے۔" (احتجاجِ طبرسی: ج ۱، صـ۲۴۳، طبع جدید)۔

اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ لفظ "نظر" انتظار کے معنٰی میں ہو تو اِس کا تعدیہ لفظ "اِلیٰ" سے واقع نہیں ہوتا ہے تو اس کے جواب کے لیے اِمام فخرالدّین رازی کا کلام ہی کافی ہے، وہ فرماتے ہیں:

"وتحقيق الكلام فيه ان قولهم في الانتظار لمجي الانسان بنفسه فاما اذا كان منتظراً لرفده ومعونته فقد يقال فيه نظرت اليه..... ثم ان سلمنا ذٰلك ولكن لا نسلم ان المراد من الى هٰهنا حرف التعدی......" الخ (تفسیر کبیر ج ۲۹، ص۲۲۸ طبع جدید)، یعنی اس کے متعلق مقامِ تحقیق یہ ہے کہ "نظر" انتظار کے معنٰی میں از استعمال "نظرت" بغیر صِلہ کے اُس وقت استعمال ہوتا ہے جبکہ خود کسی اِنسان کا انتظار مقصُود ہو لیکن جب کہ کسی کے اِنعام، احسان اور مدد کی اِنتظار کا معنی مُراد ہو تو پھر "نظرت الیہ" اِلیٰ کے تعدیہ کے ساتھ اِستعمال ہوتا ہے۔

اِس ضمن میں علامہ امین احسن اِصلاحی رقم طراز ہیں:۔ "اِلٰی رَبِّہَا نَاظِرَۃ" کے معنیٰ ہیں، وہ اپنے رب کی رحمت وعنایت کے مُتوقّع و مُنتظر ہوں گے۔ "نَظَرَ" کے بعد جب "اِلیٰ" کا صِلہ آتا ہے تو اُس کے معنیٰ جس طرح کسی چیز کی طرف دیکھنے کے آتے ہیں، اُسی طرح کسی کی رحمت وعنایت کے مُتوقّع ومُنتظر ہونے کے بھی ہوتے ہیں، ماہرینِ لغت نے اس کی وضاحت یوں کی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ایسے شخص سے جس سے اس کو عنایت کی توقع ہو، یہ کہے کہ: "اِنّما تنظُرُ اِلی اللہ ثمّ الیك" تو اِس کے معنیٰ یہ ہوں گے کہ ہم اللہ کے فضل اور اس کے بعد آپ کی عنایت کے مُتوقّع ہیں" (اقرب الموارد) تفسیر تدبّر القرآن، ج ۹ ص۹۰، طبع لاہور۔

اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ اِلٰی رَبِّہَا میں لفظ اِلیٰ کے حرف جر ہونے کی دلیل یہ ہے کہ یہ الف کے ساتھ جو کہ بعد ازلام

ہے۔ بغیر تنوین کے آیا ہے اور جو لفظ اِلیٰ "نعمت" کے معنی میں ہوتا ہے، وہ تنوین کے ساتھ ہوتا ہے تو اِس کا جواب یہ ہے کہ

بمعنی "نعمت" تنوین کے ساتھ اُس وقت آتا ہے جب کہ یہ مضاف نہ ہو مگر آیتِ کریمہ اِلیٰ رَبِّھَا میں صراحتہً اضافت موجود ہے لہٰذا باوجود مضاف ہونے کے منون کیسے ہو سکتا ہے اور اگر اِس آیتِ مُبارکہ کا یہ ترجمہ کریں :-

"کئی چہرے اُس (قیامت کے) دِن تروتازہ اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔" (۷۵، ۲۲، ۲۳)، تو اِس میں بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ رب نظر آرہا ہوگا، کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ جس کی طرف نظر کی جائے، وہ دِکھائی بھی دے۔ جیسا کہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے: "وتراھم ینظرون الیک وھم لا یبصرون"، (س اعراف ۱۹۸) ترجمہ: اَور تم اُنہیں دیکھو گے کہ وہ تمہاری طرف نظر کر رہے ہیں حالانکہ وہ دیکھتے نہیں:

اِس آیتِ مُبارکہ میں نظر کرنے کے باوجود رویت کی نفی کی گئی ہے، مثلاً کہا جاتا ہے :

نَظَرتُ اِلَی الھِلَالِ وَمَا رَأیتُ : "مَیں نے چاند کی طرف نظر کی لیکن اُسے نہیں دیکھا،" تو اِس طرح ثابت ہُوا کہ اگر یہاں لفظ نظر نگاہ کرنے کے معنی میں بھی اِستعمال ہُوا ہو تو اُس سے بھی رویت کی نفی ہوتی ہے۔ (فھو المطلوب)۔

ثانیاً، اِس آیتِ مُبارکہ میں مجاز حذف ہے۔ علم معانی میں ایک باب ایجاز کا ہے، جس میں لفظ اصل مُراد سے کم لیکن کافی ہوتا

ہے۔ اُس کی ایک قسم ایجازِ حذف ہے (یعنی کلام میں کوئی قرینہ موجود ہو جو محذوف کا تعین کر رہا ہو، اُسے ایجازِ حذف کہتے ہیں) دیکھیں مختصر المعانی مع حاشیہ محمود الحسن، ص ۲۸۶ تا ص ۲۹۱)، لہٰذا اصل کلام کی تقدیر اسطرح ہے: نَاظِرَۃٌ اِلٰی رَحْمَۃِ رَبِّھَا و ثَوَاب رَبِّھَا "یعنی وہ چہرے اپنے پروردگار کی رحمت کی طرف یا اُس کے ثواب کی طرف دیکھ رہے ہونگے" جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ وَاسْئَلِ الْقَرْیَۃَ الَّتِیْ کُنَّھَا فِیْھَا (۱۲، ۸۵)۔ "اور آپ اِس بستی سے پُوچھ لیں جس میں کہ ہم تھے۔ اس آیتِ مُبارکہ میں وَاسْئَلِ الْقَرْیَۃَ کے درمیان میں لفظ "اھل" محذوف ہے، "بستی سے پُوچھ لیں، یعنی بستی والوں سے پُوچھ لیں اور آیتِ مُبارکہ وَجَاءَ رَبُّکَ وَالْمَلَکُ صَفًّا صَفًّا (۹۰، ۲۲)، "اور تیرے پروردگار (کا حکم) آئیگا اور فرشتے صَف در صَف آموجُود ہوں گے" اِس آیتِ مُبارکہ میں لفظ جا اور رَبُّکَ کے درمیان لفظ اَمر محذوف ہے، "تیرا رب آئے گا" یعنی "تیرے رب کا اَمر (حکم) آئیگا" مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَ اللّٰہِ وَاٰیٰتِہٖ یُؤْمِنُوْنَ" "پھر اللہ تعالیٰ اور اُس کی آیات کے بعد کون سی بات پر وہ اِیمان لائیں گے۔" (۴۵، ۶) اِس آیت میں لفظ بَعْدَ اور اَللّٰہِ کے درمیان لفظ کتاب جو بعد کا مضاف الیہ محذوف ہے، چُنانچہ تفسیر معالم وخازن میں ہے۔ "اے بعد کتاب اللّٰہ" یعنی "کتاب اللہ اور اُس کی آیات (نشانیاں) کے بعد کون سی بات پر وہ ایمان لائیں گے۔"

ثالثاً: اِس آیتِ مُبارکہ میں لفظ "نَظَر" خواہ اِنتظار کے

معنیٰ میں ہو یا دیدار اور رویت کے معنیٰ میں، ہر دو صورتوں میں لفظ اِلیٰ حرفِ جر نہیں ہے بلکہ آلاء کا مفرد ہے جو کہ نعمت کا نام ہے۔ اِلیٰ رَبِّهَا سے مُراد نِعْمَةِ رَبِّهَا ہے۔ یعنی وہ چہرے اپنے رب کی نعمت کے منتظر ہوں گے" یا اُس (نعمت) کو دیکھنے والے ہوں گے تو اِس طرح اِس آیت کا صحیح ترجمہ یہ ہُوا کہ کچھ چہرے اُس دِن تروتازہ اور ہشاش بشاش ہوں گے جو اپنے پروردگار کی نعمت کو دیکھ رہے ہوں گے۔

رویت کے اثبات میں یہ آیتِ مبارکہ بھی پیش کی جاتی ہے: "كَلَّآ إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ" "یقیناً یہ اُس دِن اپنے پروردگار سے روک دیئے جائیں گے"۔ (۸۳۔۱۵) تو اِس کا جواب بہت آسان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات والا صِفات محتاجِ مکان نہیں، وہ لامکان ہے، ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ کسی مکان و جگہ میں تشریف فرما ہو اور اُس کی خدمت میں حاضر ہونے سے لوگوں کو روک دیا جائے کیونکہ لفظ "حجب عنہا" محاورہ عرب میں اُس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب کسی شخص کو حاکم یا امیر کے دربار میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی جائے اور اُسے اِس سے منع کر دیا جائے لہٰذا یہ رویت اور دیدار کے منع کو مستلزم نہیں تاکہ اُس کے مفہوم مخالفت سے رویت کا اثبات کیا جا سکے نیز محاورۂ عرب میں کہا جاتا ہے: "حجب مِنَ المِیراث"، کہ فلاں شخص کو میراث سے محجوب کیا گیا یعنی اُس سے اُسے روک دیا گیا غرض نہ اِس آیت سے کفّار کی رویت کی نفی مُراد لی جا سکتی ہے اور نہ پھر مفہوماً مومنین کی رویت کا اثبات کیا جا سکتا ہے بلکہ اِس آیتِ مبارکہ

کا معنیٰ یہ ہُوا کہ وہ لوگ اپنے ربّ کے ثواب سے محروم کر دیئے جائینگے، دُوسرا یہ کہ اُن لوگوں کو کہاں سے معلوم ہو گیا کہ جس چیز سے محجُوبیت کُفّار کا تعلق ہے اُس سے مُراد رویّتِ باری تعالیٰ ہی ہے تاکہ اس کے برعکس مومنین کے لیے رویّت کا اثبات ہو سکے اور اگر یہ فرض کیا جائے کہ کُفّار کی محجُوبیّت تمام جہاتِ قرُب کے اعتبار سے مقصود ہے تو پھر یہ مقصود نہیں ہو سکتا کہ مومنین مفہوم مخالفت کے لحاظ سے تمام جہاتِ قرُب سے محرُوم نہیں ہوں گے۔ کیونکہ علم منطق کا مسئلہ مشہور ہے کہ ایجابِ کُلّی کا سلب سالبہ جزئیہ کے حکم میں ہوتا ہے (کیونکہ ایجابِ کُلّی پر جو قضیہ مشتمل ہوتا ہے اُسے موجبہ کُلیّہ کہتے ہیں اور موجبہ کُلیّہ کی نقیض سالبہ جُزئیہ ہوتی ہے، اِس لیے ایجابِ کُلّی کا سلب سالبہ جُزئیہ کے حکم میں ہوتا ہے اور آیتِ مُبارکہ کلا انھم عن ربھم یومئذ لمحجوبون موجبہ کلیہ ہے، اس کے مفہوم مخالفت کا تحقّق سلب ایجابِ کُلّی کی صُورت میں ہوگا اور سالبہ جُزئیہ اُسے لازم ہے) تو اِس سے ظاہر ہُوا کہ بعض مدارج قرُب کا اثبات رویّتِ باری تعالیٰ کو مستلزم نہیں ہے تو اِس طرح ثابت ہُوا کہ اِس آیتِ مبارکہ کا رویّتِ باری تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں اور مضمون نگار صاحب نے یہ جو لکھا ہے کہ جناب رسُولِ پاکؐ کا اِرشادِ گرامی ہے، "ہم نے آپؐ کو اِس طرح نہیں پہچانا جیسے آپؐ کی معرفت کا حق ہے....." تو اِس کے لیے عرض ہے کہ ہمیں اِختلاف صرف اللہ تعالیٰ کا ظاہری آنکھوں سے دیدار کرنے پر ہے نہ کہ اُس کی معرفت پر اور ظاہر ہے کہ معرفت اور دیدار میں بہت فرق ہے۔

اور موصُوف معراج کے ضمن میں رقمطراز ہیں کہ یہ ارشاد جناب

رسولِ پاکؐ کا ہے جنہوں نے آپؐ کا جلوۂ ذاتی رُو در رُو دیکھا اور قاب قوسین کے قریب سے دیکھا حالانکہ لامکان میں قرب و بُعد نہیں ...... حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے معراج میں اپنے پروردگار کو سر کی آنکھوں سے دیکھا اور محققین کے نزدیک یہی قول رائج اور حق ہے۔" (موصوف کا کلام تمام ہُوا)،

قارئینِ محترم! جیسا کہ اُوپر ثابت کیا جا چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جہت و سمت اور جسم و صُورت نہیں رکھتی تو پھر وہ ذات آخر کس طرح نظر آسکتی ہے، دُوسرا یہ کہ معراج کا واقعہ اِس دُنیا میں پیش آیا اور آپؐ جسمِ عنصری کے ساتھ آسمان پر تشریف لے گئے تو وہاں آپؐ نے پروردگار کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں نہ کہ خود اللہ تعالیٰ کو دیکھا، اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالیٰ قرآن میں لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا (۱۷، ۱)، "تاکہ اُس (بندے) کو اپنی کچھ نشانیاں دِکھائیں" کی بجائے یہ فرماتا کہ اُس نے مجھے ظاہر بظاہر دیکھا اگر خود اللہ تعالیٰ کو دیکھنا تسلیم کرلیں تو مذکورہ بالا خرابی کے علاوہ اس کا مطلب ہے کہ اُس وقت اللہ تعالیٰ صرف آسمان پر تھا اور وہ زمین پر نہیں تھا اگر ایسا ہو تو پروردگارِ عالم کا مکانی یعنی محتاجِ مکان ہونا لازم آئے گا۔ حالانکہ وہ زمانے کا محتاج ہے نہ مکان کا، بلکہ وہ فرماتا ہے کہ "وھو معکم اینما کنتم" (تم جہاں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے)، اور اس ضمن میں حضرتِ ابُوذرؓ فرماتے ہیں: "قال سالت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم ھل رایت ربك؟ قال نورانی اراہ" مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے پُوچھا کیا آپؐ نے اپنے پروردگار کو دیکھا تھا؟ آنحضرتؐ نے فرمایا وہ تو نُور ہے۔ مَیں کیونکر اُسے

دیکھ سکتا ہوں۔" اِس کی شرح میں اِمام نوویؒ فرماتے ہیں، یہی مسلک حضرت عائشہؓ کا ہے۔" اِس کی تائید میں وہ آیت قرآنی پیش کرتی ہیں: "لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ" صحیح مسلم شریف، ج ۱، ص ۹۸، ۹۹ و مترجم ج ۱، ص ۲۰۳ حدیث ۲۲۱ و شرح عقیدہ طحاویہ اُردو ص ۲۶۴، تفسیر ابن کثیر عربی ج ۴، ص ۲۵۰، ۶ ص ۴۴۸، ص ۴۴۹ طبع بیروت جدید و مترجم ج ۵، پ ۲۷ ص ۲۵، طبع کراچی و ترمذی شریف مترجم ج ۲، ابواب التفسیر سورۂ نجم ص ۵۲۴، حدیث ۱۲۰۸، و مشکوٰۃ شریف ص ۵۰۱ و مترجم ۳/۹۱، والحماسۃ السنّیہ فی الرّد علی بعض الصّوفیہ ص ۲۴ از حسن عبدالرحمٰن السُّنّی البحیری، طبع ریاض و مرام الکلام فی عقاید الاسلام ص ۲۷، ص ۲۸، طبع مُلتان، مواہب اللدنیہ، ج ۲، ص ۳۴ و تاریخ الخمیس، ج ۱، ص ۳۱۲ و تفسیر دُر المنثور، ج ۶، ص ۱۲۴ و شفاَ قاضی عیاض، ج ۱، ص ۱۱۹، ص ۱۲۳، طبع مِصر، ———— و مسند احمد بن حنبل (۵/۱۵۷، ۱۷۱، ۱۷۵) و ابو عوانۃ (۱/ ۱۴۶، ۱۴۷) و ابن خزیمۃ فی التوحید ص ۲۰۵، ص ۲۰۷ واللالکائی فی السنۃ برقم ۹۱۸، وابن مندۃ فی الایمان برقم (۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴) و ابن ابی عاصم (۱/ ۱۹۲/ ۴۴۱) و کتاب الرّویہ، ج ۲، ص ۳۴۳، ص ۳۴۴ مع حاشیہ حدیث ۲۶۰ طبع اُردن، و مقدمہ کتابُ التصدیق بالنظر الی اللہ تعالیٰ فی الآخرۃ ص ۱۳، از سمیر بن امین الزہری طبع بیروت، و مقدمہ کتاب الرّویۃ الدّارقطنی ص ۷۵ از ابراہیم محمّد العلی طبع اُردن،

اور حضرت ابن عبّاس فرماتے ہیں:۔

قال راٰہ بقلبہٖ "کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دِل سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا۔"
(صحیح مسلم شریف مترجم ج ۱، ص ۲۰۳، حدیث نمبر ۲۲۰، طبع لاہور، و تفسیر ابن کثیر مترجم ج ۵ پ ۲۷، ص ۲۳ و ترمذی شریف مترجم ج ۲ ابواب التفسیر سورۂ نجم حدیث ۱۲۰۷ ص ۵۲۴

مشکوٰۃ شریف صہ۵۰۱ طبع دہلی و مترجم ج ۲، صہ۹۱ و شرح عقیدہ طحاویہ اردو صہ۲۶۴ طبع فیصل آباد،   و ابن خزیمہ فی التوحید صہ۲۰۰، واللالکائی فی السنۃ (۹۱۰، ۹۱۱) و تفسیر طبری (۲۷، ۲۸، ۲۹) و ابن منۃ فی الایمان برقم (۷۵۴، ۷۵۷، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱) و ابوعوانۃ (۱/ ۱۵۲)، وکتاب الرویہ، ج ۲، صہ۳۵۰، صہ۳۵۱، صہ۳۵۳، صہ۳۵۵، حدیث ۲۷۲، ۲۷۴، ۲۷۷، ۲۸۱ طبع اردن، و ابن ابی عاصم فی السنۃ (۱/ ۱۹۲/ ۴۳۴) و عبداللہ بن احمد فی السنۃ (۱۸۳، ۹۶۹)، طبع بیروت،   اور اِس ضمن میں حضرت علی علیہ السّلام سے سوال کیا گیا: ھَل رایت ربکَ یا امیرالمومنین؟ فقال علیہ السّلام اَفأعبد ما لا اریٰ؟ فقال وکیف تراہ؟ قال علیہ السّلام لاتدرکہ العیون بمشاھدۃ العیان ولکن تدرکہ القلوب بحقائقِ الایمان..... الخ یا امیرالمومنین! کیا آپؑ نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے؟ آپؑ نے فرمایا "کیا مَیں اُس اللہ کی عبادت کرتا ہُوں جسے مَیں نے دیکھا تک نہیں؟" اُن نے کہا کہ آپؑ کیوں کر دیکھتے ہیں؟ تو آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ "آنکھیں اُسے کھلّم کھُلا نہیں دیکھتیں بلکہ دِل ایمانی حقیقتوں سے اُسے پہچانتے ہیں۔" (نہج البلاغہ، خطبہ ۱۷۹، صہ۵۶۱، ترجمہ رئیس احمد جعفری و صہ۴۴۵-۴۴۶ مترجم علامہ مُفتی جعفر حسین اعلی اللہ مقامہٗ اصولِ کافی ج ۱ صہ۱۳۱ طبع جدید و مترجم ج ۱ صہ۱۰۷)۔

ایک مرتبہ حضرت مسروقؒ، حضرت عائشہؓ کے پاس گئے اور پُوچھا کہ کیا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ آپؓ نے فرمایا: تُو نے ایسی بات کہدی جس سے میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔" مَیں نے کہا اُم المومنینؓ! قرآن کریم فرماتا ہے

آپؐ نے اپنے رب کی نشانیاں دیکھیں۔ آپؐ نے فرمایا، کہاں جارہے ہو؟ سُنو! اِس سے مُراد حضرت جبرئیلؑ کا دیکھنا ہے جو تُم سے کہے کہ محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے رب کو دیکھا یا حضورؐ نے اللہ کے کسی فرمان کو چھپا لیا یا آپؐ اُن پانچ باتوں میں سے کوئی بات جانتے تھے، یعنی قیامت کب ہو گی؟ بارش کب اور کتنی برسے گی؟ مادہ کے پیٹ میں نر ہے یا مادہ؟ کون کل کو کیا کرے گا؟ کون کہاں مرے گا؟ اُس نے بڑی جھوٹی بات کہی اور اللہ پر بُہتان باندھا۔ بات یہ ہے کہ آپؐ نے جبرئیلؑ کو دیکھا تھا۔ دو مرتبہ اللہ کے اُس امین کو آپؐ نے اُن کی اصل صُورت میں دیکھا ہے، ایک تو سِدرۃ المُنتہیٰ کے پاس اور ایک مرتبہ جیاد میں اُن کے چھ سو پَر تھے اور آسمان کے کُل کنارے اُنہوں نے بھر رکھے تھے۔" (تفسیر ابنِ کثیر، مترجم ج ۵، پ ۲۷ صہ ۲۴ و صہ ۲۵، تفسیرِ مظہری مترجم ج ۱۱، صہ ۱۳۹ و ترمذی شریف مترجم ج ۲، ابوابُ التفسیر، سُورہ نجم صہ ۵۲۳، طبع کراچی و مشکوٰۃ شریف صہ ۵۰۱، طبع دہلی و ج ۲، صہ ۹۲، مترجم و شرح عقیدہ طحاویہ اُردو صہ ۲۶۳-۲۶۴، والحماسہ السَّنیہ فی ردّ علی البعض الصُّوفیہ صہ ۲۳، طبع ریاض،

حضرت انسؓ اور حضرت ابُوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے اللہ تعالیٰ کو دِل سے تو دیکھا ہے، لیکن اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔" (تفسیر ابنِ کثیر مترجم ج ۵، پ ۲۷، صہ ۲۷)

کِسی نے حضرت امام زینُ العابدین علیؓ بن الحُسین علیہما السّلام سے سوال کیا، "یا ابن رسُول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی خاص مکان قرار دینا جائز ہے؟" فرمایا، "نہیں، اللہ، مکان (اور مکانیت)

سے مُبرا ہے۔" اُس نے عرض کی، "پھر حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو آسمان پر کیوں بُلایا؟" فرمایا، "اِس لیے کہ آنحضرتؐ کو آسمانوں کی سلطنت، وہاں کے عجائبات، نادر صنعتیں اور آسمانی مخلوقات دِکھلائے۔" اُس نے عرض کی کہ "پھر قولِ باری تعالیٰ "ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی" کا کیا مطلب ہوگا؟ فرمایا مقصود یہ ہے:۔ قال ذالك رسول الله صلی الله علیه و اٰله وسلم دنٰی من حجب النور فرأی من ملکوت السمٰوٰت ثم تدلی فنظر من تحته الی ملکوت الارض حتی ظن انه فی القرب من الارض کقاب قوسین او ادنٰی" کہ جس وقت جنابِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم حجابِ نور کے پاس پہنچے تو وہاں آسمانوں کی سلطنت (اور اُس کا حُسنِ انتظام اور خُوبی) مُلاحظہ فرمائی "فتدلّٰی" پھر نیچے کو گردن جُھکا کے زمین کی شاہی دیکھی، یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کو یہ گُمان ہُوا کہ مَیں زمین سے اِتنا قریب ہُوں کہ جتنا کمان گوشہ سے قریب ہوتا ہے بلکہ اُس سے بھی کم" (عِلل الشرائع ج ۱، ص ۱۳۱ حدیث ۱، باب ۱۲ طبع جدید و مترجم ج ۱، ص ۹۹ طبع کراچی)۔

مُسند احمد میں ہے کہ حضرت مسروقؒ نے حضرت عائشہؓ کے سامنے سورۂ نجم کی آیت بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِ اور نَزْلَةً اُخْرٰی والی آیات پڑھیں تو اُس کے جواب میں اُمّ المومنین حضرتِ عائشہؓ نے فرمایا "اِس اُمّت میں سب سے پہلے اِن آیتوں کے متعلق خود نبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم سے مَیں نے سوال کیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا، اِس سے مُراد

میرا حضرتِ جبرئیلؑ کو دیکھنا ہے۔ آپؐ نے دو دفعہ اس امین اللہ کو اُن کی اصلی صورت میں دیکھا ہے، ایک مرتبہ آسمان سے زمین پر آتے ہُوئے اُس وقت تمام خلد اُن کے جسم سے پُر تھا۔" یہ حدیث صحیحین میں بھی ہے۔ (تفسیر ابنِ کثیر مترجم ج ۵، صـ۲۶، پ۲۷ و مشکوٰۃ شریف صـ۵۰۱ طبع دہلی و ج ۲، صـ۹۲)۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کسی نے سوال کیا، کیا پروردگارِ عالم کو جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دیکھا تھا؟ فقال نعم بقلبہ رآہ أما سمعت اللہ عزوجل؟ یقول ما کذب الفؤاد ما رأیٰ"۔ لم یرہ بالبصر ولکن رآہ بالفؤاد۔" فرمایا، ہاں مگر دِل کی آنکھوں سے دیکھا تھا، کیا تُو نے قولِ باری تعالیٰ نہیں سُنا کہ فرماتا ہے "ما کذب الفؤاد ما رأیٰ"۔ "جو کچھ (جنابِ رسول اللہ کی) دِل کی آنکھوں نے دیکھا اُس میں جھوٹ نہیں مِلایا۔" آنحضرتؐ نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا تھا بلکہ اُس (کی عظمت) کو دِل کی آنکھوں سے مُعائنہ فرمایا تھا۔" (توحید صدوق، صـ۱۱۶، حدیث ۱۷)۔

یحییٰ، وکیع، اسمٰعیل بن ابی خالد، عامر، مسروق سے روایت کرتے ہیں، اُنہوں نے بیان کیا کہ مَیں نے حضرت عائشہؓ سے عرض کیا، "اے ماں! کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے؟" تو اُنہوں نے کہا کہ، تیری اس بات سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے، کیا تجھے اُن تین باتوں کی خبر ہے، کوئی شخص اُن میں سے کوئی بات کہے تو وہ جھوٹا ہے: مَنْ حَدَّثَكَ اَنَّ مُحَمَّدًا (صلی اللہ علیہ وسلم) رأیٰ رَبَّهٗ فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قرأت لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ

وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ...الخ۔" اگر کوئی شخص تجھ سے کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے تو وہ جھوٹا ہے پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ اُسے آنکھیں نہیں پاسکتی ہیں اور وہ آنکھوں کو پاتا ہے......" (صحیح بخاری شریف، کتاب التفسیر سورہ نجم ج ۲، ص ۱۳۸، ج ۴، ص ۱۹۶ طبع مصر و مترجم ج ۲، ص ۹۲۵ و ج ۳، ص ۸۵۰، طبع لاہور)۔

حضرت امام رضا علیہ السلام سے ابُو قرہ نے کہا: فانہ یقول وَلَقَد رَاٰہُ نَزلَۃً اُخریٰ۔ فقال ابُو الحسن علیہ السّلام ان بعد ھذہ الآیۃ مایدل علی ما راٰی حیث قال "ما کذب الفؤاد ما راٰی یقول ما کذب فؤاد محمد ماراتٔ عیناہ ثم اخبر بما راٰی فقال لقد راٰی من آیات ربہ الکبریٰ و آیات اللہ غیر اللہ...... الخ "اللہ ہی تو فرماتا ہے کہ اُنہوں نے دیکھا اُس کو نزلۂ اُخریٰ میں" حضرت نے فرمایا" اُس کے بعد کی آیت یہ بھی تو ہے کہ "جو کچھ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دیکھا، اُن کے دِل نے اُسے جُھٹلایا نہیں، پھر یہ بھی بتایا کہ کیا دیکھا، اللہ کی آیتوں میں سے ایک بڑی آیت دیکھی اور آیاتِ الٰہیہ اللہ کے غیر ہیں۔ اللہ نے فرمایا ہے کہ کوئی از رُوئے علم اُس کا احاطہ نہیں کرسکتا اور جب آنکھیں اُسے دیکھ لیں تو علم نے احاطہ کرلیا اور معرفت (از رؤیت) واقع ہوگئی" ابُو قرہ نے کہا، آپ نے روایات کی تکذیب کی" (توحید صدوق ص ۱۱۱، طبع جدید، اصولِ کافی، ج ۱، ص ۱۲۸)۔

ابُو النعمان عبدُ الواحد، شیبانی، زر حضرت عبد اللہ سے روایت

کرتے ہیں انھوں نے بیان کیا کہ (آیت) فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی. قال حدثنا ابن مسعود انہ رای جبرئیل لہ ستمائۃ جناح. فکان قاب قوسین..... الخ کے ضمن میں حضرت ابن مسعودؓ نے بیان کیا کہ آپ نے جبرئیلؑ کو دیکھا کہ ان کے چھ سو بازو تھے۔ صحیح بخاری شریف ج ۲، ص ۱۳۸ طبع مصر ومترجم ج ۲، ص ۹۲۶ ومشکوٰۃ شریف ص ۵۰۱ مترجم ج ۳، ص ۹۲)۔

واقعۂ معراج کی آیاتِ مبارکہ کا ڈپٹی نذیر احمد دہلوی صاحب یوں ترجمہ کرتے ہیں:

"اور اُس کی (جسمانی) قوت (بھی بڑی) زبردست ہے کہ جس وقت وہ (آسمان کی) ایک طرف اچھی اونچی جگہ میں تھا (اپنی اصلی صورت میں) سارے کا سارا (پیغمبرؐ کے سامنے) آ کھڑا ہوا۔ پھر (اُن سے) نزدیک ہوا (دونوں میں) دو کمان کی قدر فاصلہ رہ گیا بلکہ (اس سے بھی) کم، اس وقت خدا نے اپنے بندے (محمدؐ) کی طرف (جبرئیلؑ کے ذریعے سے) جو وحی کرنی تھی سو کی...... الخ" حمائل شریف ترجمہ سورہ نجم، ص ۸۴۱، طبع دہلی)۔

"فکان قاب قوسین" کی تفسیر میں جناب امین احسن اصلاحی صاحب رقم طراز ہیں:

قاب" کے معنی "بقدر" کے ہیں، یہ غایت قرب و اتصال کی تعبیر ہے یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اتنے قریب ہو گئے تھے کہ بس دو کمانوں کے بقدر یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔" (تفسیر تدبرِ قرآن ج ۸ ص ۵۵)

علامہ ابنِ کثیر رقم طراز ہیں: "حافظ ابوبکر بیہقیؒ" اِس حدیث کے اِس جملے کو جس میں ہے کہ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ قریب ہوا اور اُتر آیا، پس بقدر دو کمان کے ہو گیا بلکہ اَور نزدیک"۔ شریک نامی راوی کی وہ زیادتی بتلاتے ہیں، جس میں وہ منفرد ہیں، اِسی لیے بعض حضرات نے کہا ہے کہ آپؐ نے اُس رات اللہ عزوجل کو دیکھا، لیکن حضرت عائشہؓ، حضرت ابنِ مسعودؓ، حضرت ابوہریرہؓ، ان آیتوں کو اس پر محمول کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت جبرئیلؑ کو دیکھا، یہی زیادہ صحیح ہے اور امام بیہقی کا فرمان بالکل حق ہے اَور روایت میں ہے کہ جب آپؐ سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ، نے سوال کیا کہ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا، "وہ نُور ہے، مَیں اُسے کیسے دیکھ سکتا ہُوں؟" اور روایت میں ہے کہ "مَیں نے نُور دیکھا ہے جو سُورۃ وَالنّجم میں ہے۔ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی... یعنی پھر وہ نزدیک ہُوا اور اُتر آیا"۔ اِس سے مُراد حضرت جبرئیلؑ ہیں جیسے کہ ان تینوں صحابیوں کا بیان ہے۔ صحابہ میں سے کوئی اس آیت کی تفسیر میں اُن کا مخالف نظر نہیں آتا۔" موصوف مزید دو آیتوں سے استدلال کرتے ہُوئے رقمطراز ہیں کہ اہلسنّت کا مذہب ہے کہ حضورؐ نے اُس رات اللہ تعالیٰ کا دیدار اپنی آنکھوں سے نہیں کیا، کیونکہ ارشادِ باری ہے کہ آپؐ نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں، اگر خود اللہ کا دیدار ہُوا ہوتا تو اسی دیدار کا ذکر ہوتا اور لوگوں پر اُسے ظاہر کیا جاتا۔" (دیکھیں تفسیر ابنِ کثیر، مترجم ج ۳، پ۱۵، سُورۃ بنی اسرائیل ص۲، و ج ۵، پ۲۷، سُورۃ والنجم، ص۲۷، ۲۸)۔

مذکورہ بالا حقائق اور عامہ و خاصہ کی روایات سے واضح ہُوا کہ اللہ تعالیٰ کو دُنیا و آخرت میں دیکھا نہیں جا سکتا۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں ظاہری آنکھ سے نظر آسکتا ہے تو اس کے ساتھ یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ ذات جسم و صورت اعضا و جوارح (ہاتھ، پاؤں چہرہ) کے علاوہ آتا جاتا اُترتا بیٹھتا وغیرہ بھی ہے، کیونکہ یہ تمام چیزیں رؤیت کو مستلزم ہیں۔

"یہ نظریہ کہاں سے آیا؟"

اسلام میں دیدارِ الٰہی کا نظریہ کفار ہنود، یہود و نصاریٰ سے آیا ہے، جیسا کہ بائیبل میں ہے، "اور خداوند نے اُس (اسحاقؑ) پر ظاہر ہو کر کہا کہ مصر کو نہ جا....." (کتابِ پیدائش، ب ۲۶، آیت ۲، ص ۲۵) اور دُوسری جگہ ہے، "اور خداوند اُسی رات اُس پر ظاہر ہُوا اور کہا کہ مَیں تیرے باپ ابراہام کا خدا ہُوں (کتاب پیدائش، ب ۲۶، آیت ۲۴، ص ۲۶) خداوند اپنا چہرہ تجھ پر جلوہ گر فرمائے، اور تجھ پر مہربان رہے، خداوند اپنا چہرہ تیری طرف متوجہ کرے اور تجھے سلامتی بخشے (کتاب گنتی، ب ۶، آیت ۲۵، ۲۶، ص ۱۳۱)، "خداوند نے موسیٰؑ سے کہا، اور میں اُتر کر تیرے ساتھ باتیں کروں گا..... تب خداوند ابر میں ہو کر اُترا اور اُس نے موسیٰؑ سے باتیں کیں..... اور خداوند ابر کے ستون میں ہو کر اُترا اور خیمہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر ہارونؑ اور مریمؑ کو بُلایا وہ دونوں پاس گئے تب اُس نے کہا، میری باتیں سُنو! اگر تم میں کوئی نبی ہو تو مَیں جو خداوند ہُوں، اُسے رؤیا میں دِکھائی دُوں گا اور خواب میں اُس سے باتیں

کروں گا۔ (گنتی باب ۱۱، آیت ۱۷، ۲۵، باب ۱۲، آیت ۵، ۶، صفحہ ۱۳۶، ۱۳۷)،

"جب ابرام ننانوے برس کا ہوا، تب خداوند ابرام کو نظر آیا اور اُس سے کہا کہ مَیں خدا ہی قادر ہوں..... پھر خداوند ممرے کے بلوطوں میں اُسے نظر آیا، (کتاب پیدائش، باب ۱۷، آیت ۱، باب ۱۸ آیت ۱، صفحہ ۱۶، ۱۷، کتاب مقدس، طبع لاہور) اور خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا (کتاب پیدائش باب ۱، آیت ۲۷، صفحہ ۵)، موسیٰ نے اپنا منہ چھپایا کیونکہ وہ خدا پر نظر کرنے سے ڈرتا تھا اور مَیں اُترا ہوں کہ اُن کو مصریوں کے ہاتھ سے چھڑاؤں..... اور اُن کو کہہ کہ خداوند تمہارے باپ دادا کے خدا، ابرہام اور اضحاق اور یعقوب کے خدا نے مجھے دکھائی دے کر یہ کہا ہے .... تاکہ وہ یقین کریں کہ خداوند اُن کے باپ دادا کا خدا ابرہام کا خدا اور یعقوب کا خدا تجھ کو دکھائی دیا (کتاب خروج، باب ۳، آیت ۷، ۸، ۱۶، باب ۴، آیت ۵، صفحہ ۵۶)، حالانکہ خود بائیبل میں ہے، "خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا" (یوحنا کی انجیل، باب ۱، آیت ۱۸، صفحہ ۸۱)،

نو افلاطونیت رُوحانی شعور میں داخل ہونے کے ہندو عقیدے کو مانتی ہے، ہم رُوح کو مراقبے (دھیان) کے ذریعے جسم کی غلامی سے آزاد کرواسکتے ہیں اور حقیقتِ اعلیٰ سے واصل ہوسکتے ہیں اس کے لیے ہم کو جسم، رُوح، حواس، مدرکات، خواہشات اور جذبات وغیرہ بلکہ عقل اور اُس کی دُوئی سے بھی اپنا خیال ہٹالینا چاہیئے، تبھی رُوح، روشنی اعلیٰ (خدا) کو دیکھ اور چھُو سکتی ہے۔

فلاطینوس کہتا ہے کہ جو حقیقتِ اعلیٰ مَس کرتا ہے وہ خود بھی خدا ہو جاتا ہے، اس وقت رُوح مکمل انفعالیت اور سکون میں ہوتی

ہے، جو شدید اِرتکاز توجہ اور تمام اشیاء کو فراموش کر دینے کی حالت ہوتی ہے، تب یہ خدا کو دیکھتی ہے جو زندگی کا منبع اور وجود کائنات کا اصل الاصول ہے اور لازوال روشنی میں ڈوب جاتی ہے، (تصورِ الوہیت ص ۲۱۹، Eastern Religions: P 214)، خدا تعالیٰ کے رویتِ مبارک کو فقرائے ہنود ساکشات (साक्षात) کہتے ہیں، یعنی اِنسانی آنکھ سے اللہ تعالیٰ کا دِیدار کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے دِیدار کے بارے میں خواہ اِس دُنیا میں یا دُوسری دُنیا میں، ہر مذہب اور مِلّت کی کتابوں میں (بجز معتزلہ اور شیعوں کے۔ للمؤلف) ذِکر پایا جاتا ہے اور ہر فرقے اور مِلل کے لوگ اِس بات پر عقیدہ رکھتے ہیں (مجمع البحرین، فارسی ص ۹۶-۹۸ دارالشکوہ، مرتبہ ایم محفوظ الحق، طبع کلکتہ ۱۹۲۹ء، "ہندوستانی تہذیب کا مُسلمانوں پر اثر، ص ۳۲۴ از ڈاکٹر محمد عمر، طبع کراچی)۔

اعتراض: اگر اللہ تعالیٰ آسمان پر موجود نہیں ہے تو پھر دُعا کے وقت آسمان کی طرف ہاتھ کیوں بلند کیے جاتے ہیں؟

اس کے جواب کے لیے یہاں حضرت امیرالمومنین علی علیہ السّلام کا فرمان ہی کافی ہے۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام اپنے آبائے کرام علیہم السّلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام نے فرمایا کہ "جب تم میں سے کوئی شخص نماز سے فارغ ہو تو دُعا کے لیے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کرے"، تو مُلک سبا کے ایک باشندے نے پُوچھا، یا امیرالمومنین! کیا "الیس اللہ فِی کُلِّ مکان؟ قال بلیٰ، قال فلم یرفع یدیہ الی السماء فقال أوَما تقرأ (وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ)

فمن این یطلب الرزق الا من موضع الرزق و موضع الرزق وما وعد اللہ السماء" اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود نہیں ہے؟ فرمایا ہاں، اُس نے عرض کیا، "پھر آسمان کی طرف ہاتھ کیوں اُٹھائے جائیں؟" آپؑ نے فرمایا، کیا تُم نے قرآن کی یہ آیت نہیں پڑھی، "وَفِی السَّمَاءِ ..... الخ" اور تمہاری روزی جس کا تُم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ آسمان میں ہے؛" (پ۲۶، سُورۃ الذاریات ۵۱، آیت ۲۲)۔ "تو جہاں رزق ہے وہیں سے تو طلب کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ نے آسمان ہی سے دینے کا وعدہ کیا ہے۔" (علل الشرائع حصہ دُوُم، باب ۵۰، حدیث ۱، صفحہ ۳۴۴، طبع قم، ایران، مترجم صفحہ ۲۷ طبع کراچی)

اِس کے باوجود اگر کوئی شخص رؤیتِ باری تعالیٰ والی روایات کو تو قبول کرے اور مُندرجہ ذیل روایات کی تاویل وغیرہ کرے تو یہ مُناسب نہیں اگر ایسا کرتا ہے تو ہماری طرح رؤیتِ باری تعالیٰ والی آیات و روایات سمیت اللہ تعالیٰ کے جسمانی و مکانی والے کلام کی نفی یا تاویل کرنا پڑے گی۔ کیونکہ یہاں میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا ..... والی بات نہیں چلے گی، چُنانچہ ہم یہاں الزامی جواب کے طور پر اُن روایات کو بطور اجمال نقل کرتے ہیں۔ تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً

"اللہ تعالیٰ نماز گزاروں کے مقابل میں ہوتا ہے"

چنانچہ عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے (ایک مرتبہ) قبلہ کی دیوار میں کچھ تھوک دیکھا تو آپؐ نے اُسے صاف کر کے لوگوں کی طرف مُنہ کیا اور فرمایا کہ "جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو وہ اپنے مُنہ کے سامنے نہ تھوکے، اِس لیے کہ جب وہ نماز پڑھتا ہے، فَاِنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ قِبَلَ وَجْھِہٖ اِذَا صَلّٰی: تو اللہ سبحانہٗ اُس کے مُنہ کے سامنے ہوتا ہے۔" (صحیح بُخاری شریف ج ۱، ص ۶۱، طبع مصر و ج ۴، ص ۴۸، ومترجم ج ۲، ص ۳۹۵، وصحیح مُسلم مترجم ج ۱، ص ۳۶۷، طبع لاہور)۔

اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے

معاویہ بن حکم سے روایت ہے کہ مَیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس آیا اور کہا: یارسُول اللہ میری ایک لونڈی بکریاں چرا رہی تھی، جب مَیں وہاں گیا، دیکھا تو ایک بکری گم ہے۔ پُوچھا مَیں نے، ایک بکری کہاں ہے؟ بولی: "اُس کو بھیڑیا کھا گیا۔" مجھے غصّہ آیا۔ آخر میں آدمی تھا، مَیں نے ایک طمانچہ اُس کے مُنہ پر جڑا، میرے ذِمّے ایک بردہ آزاد کرنا واجب ہے، کیا اُسی کو آزاد کر دُوں؟ آپؐ نے اُس لونڈی سے فرمایا: اَیْنَ اللّٰہُ؟ قَالَتْ فِی السَّمَاءِ: "اللہ جلّ جلالہٗ کہاں ہے؟" وہ بولی: "آسمان پر ہے۔" پھر آپؐ نے فرمایا: "مَیں کون ہوں؟" بولی: "آپؐ اللہ کے رسُول ہیں۔" پھر آپؐ نے اُس شخص کو فرمایا: "اس کو آزاد کر دے۔"

(صحیح مسلم شریف ج ۱، صـ ۲۰۳ ومترجم ج ۱۔ صـ ۳۶۲، حدیث ۵۶۰، ابوداؤد مترجم: ۱/۳۸۹، کتاب الصلاۃ۔ باب تشمیت العاطس الصلاۃ، صـ ۱۳۴، طبع کراچی، نسائی شریف ج ۲، کتاب الایمان، باب فی المرقبتہ المومنہ، ج ۱، کتاب التہو، باب الکلام فی الصلاۃ صـ ۲۷۵، مترجم طبع لاہور، موطا امام مالک، کتاب العتق والولآء مترجم صـ ۴۴۱، ومسند امام احمد بن حنبل، ج ۲ صـ ۲۹۱، ج ۵ صـ ۴۴۷،۴۴۹) والابانۃ عن اصول الدیانۃ صـ ۴۶ طبع جدید بیروت، اس کو نقل کرکے ابوالحسن الاشعری رقم طراز ہیں۔ "وھذا یدل علی ان اللہ عزوجل علی عرشہ فوق السماء" اور یہ اس بات پر دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان کے اوپر عرش پر ہے۔ (فھو المطلوب)،

عباس بن عبدالمطلبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتوں آسمانوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں پھر ساتویں آسمان پر ایک دریا ہے جس کے بلند اور زیریں حصہ میں اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا ایک آسمان کا دوسرے آسمان تک، پھر اس کے اوپر آٹھ فرشتے ہیں جن کے پیروں اور گھٹنوں کے مابین اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا دو آسمانوں کے درمیان پھر ان کی پشتوں پر عرش ہے "ثم علی ظھورھن العرش بین اعلاہ واسفلہ کما بین سماء الی سماء ثم اللہ فوق ذالک تبارک تعالیٰ" جس کے بالائی اور زیریں حصہ میں اتنا ہی فاصلہ ہے، پھر اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ جلوہ افروز ہے۔ (ابن ماجہ شریف مترجم ج ۱، باب فیما انکرت الجھمیۃ، صـ ۹۷، عربی صـ ۱۷،۱۸، طبع لکھنؤ، سنن ابوداؤد باب فی الجھمیۃ، ج ۲ صـ ۶۵۰، سطر ۱، طبع کراچی)، اور مترجم ج ۳، صـ ۵۴۶، طبع لاہور

اور حافظ امام ابو عمر احمد بن
محمد بن عبداللہ الاندلسی المالکی، اپنی کتاب الوصول الی المعرفۃ الاصول؛ میں کہتا ہے: "اجمع اھل السنۃ علی انہٗ تعالیٰ استویٰ علی عرشہ بذاتہٖ کما اجمع اھل السنۃ علی انہٗ استویٰ علی عرشہ علی الحقیقۃ لا علی المجاز" یعنی اہلسنت کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ بذاتہٖ عرش پر ہے جیسا کہ اہلسنت کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر حقیقتاً مستولی ہے نہ کہ مجازاً (ادلۃ علو اللہ تعالیٰ علی خلقہ ص۹۲، طبع مکہ۔

اللہ تعالیٰ بادل میں:

حضرت ابو رزینؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! این کان ربنا قبل ان یخلق خلقہ؟ قال کان فی عماءٍ ما تحتہ ھواء وما فوقہ ھواء وخلق عرشہ علی الماء: "ہمارا پروردگار اپنی مخلوق کی پیدائش سے پہلے کہاں تھا؟ آپؐ نے فرمایا، ایک بلند گہرے بادل میں تھا، اس کے نیچے بھی ہوا ہی تھی اور اس کے اوپر بھی ہوا ہی تھی اور اپنے عرش کو اس نے پانی پر پیدا کیا۔" (فتاویٰ عزیزی، ج ۲، ص۷۹، فارسی و مترجم ص۲۸۰ طبع کراچی، کنز العمال، ج ۱، ص۶۰، طبع قدیم، تاریخ طبری، ج ۱، ص۲۰، طبع قدیم مصر۔ مسند احمد بن حنبل، ج ۴، ص۱۱، ۱۲ و ص۴۳۱، مسند طیالسی حدیث ۱۰۹۲، ۱۱۳۰، و مترجم ج ۲، ص۳۲، طبع کراچی، ترمذی شریف مترجم ج ۱، تفسیر سورۂ ہود، ص۴۳۶ و ابن ماجہ شریف ج ۱، مترجم ص۹۳، کنز العمال، ج ۱، ص۶۰، طبع دکن و ادلۃ علو اللہ تعالیٰ علی خلقہ ص۶۵، ۶۶

ابن قیم طبع جدہ و ج ۵، ص۲۵۹ حدیث ۳۱۰۹ طبع بیروت و ابن ابی عاصم فی السُنّة ص۶۱۲، لقط المرجان فی احکام الجان ص۷۳، از جلال الدین سیوطیؒ طبع قاہرہ۔

اللہ تعالیٰ کا آسمان سے نزول: حضرت ابُوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ "ہمارا بابرکت اور بلند پروردگار، قَالَ ینزل ربنا تبارک وتعالیٰ کل لیلة اِلی السماء الدُنیا۔ ہر رات کو آسمان دُنیا پر اُترتا ہے جس کا وقت آخری تہائی رات باقی رہتی ہے اور فرماتا ہے کہ کون ہے جو مجھے پکارے تو میں اُس کی پکار کو قبول کروں..... الخ" (صحیح بُخاری شریف ج ۱، ص۱۴۲ و ج ۴ ص۷۲ و ص۲۰۹ طبع مصر ومترجم ج ۱، ص۴۴۹ و ج ۳ ص۸۹۴۷ طبع لاہور وصحیح مسلم شریف ج ۱، ص۲۵۹، ومترجم ج ۱، ص۴۷۹، و ابنِ ماجہ شریف ص۹۸ ومترجم ج ۱، ص۴۰۴ حدیث ۱۴۲۳ و مشکوٰۃ شریف ص۱۰۹، طبع دہلی ومترجم ج ۱ ص۲۶۱، ترمذی شریف مترجم ج ۱، ص۲۵۳، و ج ۲ ص۶۲۴ وعربی ج ۱ ص۷۹، ج ۲ ص۱۸۷ طبع دیوبند وتفسیر ابنِ کثیرؒ ج ۶ ص۴۱۸ و ج ۲ ص۲۰ طبع جدید بیروت ومسند احمد ج ۱، ص۱۲۰ و ص۳۸۸، ص۴۰۳، ص۴۴۶ و ج ۲ ص۲۵۸، ۲۶۴، ۲۶۷، ۲۸۲، ۳۸۳، ۴۱۹، ۴۳۳، ۴۸۷، ۵۰۴، ۵۰۹، ۵۲۱ و ج ۳ ص۳۴، ۴۳، ۹۴ و ابوداؤد ج ۲ ص۶۵ طبع کراچی وشرح عقیدہ طحاویہ اُردو ص۳۶۵ طبع فیصل آباد، و ہدیۃ المہدی ص۱۰ ج ۱، وموطا امام مالک مترجم ص۱۸۲ طبع لاہور و سنن دارمی، کتاب الصلاۃ باب ۱۶۸، طیالسی شریفؒ حدیث ۱۳۹۲، ۲۲۳۲، ۲۳۸۵، ۲۵۱۶، و

ابُوداوٗد مترجم، ج ۳، صفحہ ۵۵، طبع لاہور
واجتماع الجیوش الاسلامیہ صفحہ ۷۶، ادلۃ علو اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خلقہ، صفحہ ۴۶، صفحہ ۴۷
صفحہ ۸۳، صفحہ ۱۳۶، صفحہ ۱۴۲، طبع مکہ ازابنِ قیمؒ والتمہید لابن عبدالبرج ۷، صفحہ ۱۲۸،
ومجموع الفتاویٰ ابنِ تیمیہ ج ۵، صفحہ ۳۲۲، صفحہ ۴۰۱، صفحہ ۴۳۷، شرح حدیث
نزول وعقیدۃ السّلف لشیخ الاسلام اسمٰعیل الصّابونی صفحہ ۲۶، صفحہ ۴۶ وکتاب
العلو للذہبی صفحہ ۱۱۵، صفحہ ۱۲۸ وتوضیح المقاصد (۱/ ۵۱۵، ۵۱۶) وکتابُ النزول
والصّفات للدارقطنی صفحہ ۱۰۷، وشرح القصیدۃ النونیۃ (۱/ ۱۹۱) وتوضیح
الکافیۃ الشافیۃ صفحہ ۶۴ وفتح الباری (۳/ ۱۴۵) ومنتخب کنز العمال، ج ۱،
صفحہ ۳۵۸، صفحہ ۳۵۹، طبع مصر، وطیالسی شریف حدیث ۱۳۹۲، ۲۲۳۲، ۲۳۸۵،
۲۵۱۶، ج ۱، صفحہ ۲۰۷ مترجم، طبع کراچی،

عرشِ الٰہی کی چرچراہٹ: آیت مبارکہ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کی تفسیر میں علامہ وحید الزمان صاحب رقمطراز ہیں:
ایک حدیث میں ہے کہ اس کی کرسی اس کے آسمانوں اور زمین پر حاوی ہے اور جب وہ کرسی پر بیٹھتا ہے تو چار انگل بھی بڑی نہیں رہتی ہے اور اس کے بوجھ سے چرچر کرتی ہے۔ (تفسیر وحیدی صفحہ ۵۶)۔

موصوف مزید لکھتے ہیں: "وانہ لئیط بہ اطیط الرّحل بالرّاکب: خدا کے بیٹھنے کی وجہ سے عرش ایسا چرچراتا ہے جیسے زین، سوار کے تلے چرچر کرتی ہے۔ (انوار اللغات الحدیث پارہ اوّل، صفحہ ۳۶)، اور مولانا شاہ اسمٰعیل شہید رقمطراز ہیں: اللہ کی شان

بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء اور اولیاء اُس کے رُوبرُو ایک ذرّہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں کہ سارے آسمان و زمین کو عرش اُس کا قبّے کی طرح گھیر رہا ہے اور باوجود اس بڑائی کے، اُس شاہنشاہ کی عظمت نہیں تھام سکتا بلکہ اُس کی عظمت سے چرچر بولتا ہے، تقویۃ الایمان ص۹۸ طبع لاہور) اور حدیث میں ہے کہ: ویحك اتدری ماالله ان الله فوق عرشه وعرشه علی سموٰته وارضه مثل القبة وانه لئیط أطیط الرّحل بالرّاکب" یعنی وائے ہو تجھ پر، تُو جانتا بھی ہے کہ اللہ کیا ہے؟ (اور کہاں رہتا ہے)؟ یقیناً اللہ اپنے عرش کے اُوپر رہتا ہے اور اس کا عرش مثل قُبّہ کے اُس کے آسمانوں اور زمین کے اُوپر ہے اور وہ عرش اس طرح چرچر، چرچر، چرچر، کرتا رہتا ہے جس طرح گھوڑے کے زین پر سوار کے بیٹھنے سے زین چرچر، چرچر کرتی ہے۔" منتخب کنز العمال، ج۴ ص۷۵ بر حاشیہ مسند احمد طبع جدید، مکہ المکرمہ، و بغیۃ الرائد فی شرح العقائد، حدیث ۱۲، ص۴۷ طبع جدید والملل والنحل، ج ۱، ص۹۷، طبع مصر، سطر ۱۲، و ابوداؤد، ج ۲، ص۶۵۰، طبع کراچی) فتاوی عبدالحئی، ج ۱، ص۴۷، ص۴۸، طبع کراچی،

اور حدیث میں ہے: عن ابی مسعود قال قال رجل یارسول الله ما المقام المحمود قال ذاك یوم ینزل الله عزوجل علی عرشه فئیط کمائیط الرحل الجدید من تضیقاته" یعنی ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ... ایک شخص نے جناب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ: یا رسول اللہ! مقام محمود کیا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ

"یہ وہ روز ہے جس دِن اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر اُترے گا، پس وہ عرش اِس طرح چرچرانے لگے گا، جس طرح نئی زین تنگ اور کسا ہُوا رہنے سے چرچراتی رہتی ہے۔" منتخب کنز العمال ج ٦، صہ ٨٧ سطر ٣٩. ٤٠ ومشکوٰۃ شریف صہ ٤٩٣ ومترجم ج ٣، صہ ٧٥)، پھر چرچراہٹ کی آواز کہاں تک جائے گی، اُس کی حالت یہ لکھی ہے: ان اھل الفردوس یسمعون الطیط العرش: یعنی بہشت بریں کے رہنے والے بھی عرشِ خُدا کی چرچراہٹ کو سُن لیں گے۔" (منتخب کنز العمال، ج ٦، صہ ١٠٨، سطر آخر)۔

اللہ کے نزول کی کیفیّت: اس ضمن میں ابنِ بطوطہ اپنے سفر نامے میں امام ابنِ تیمیہ کا چشم دید واقعہ یوں لکھتے ہیں: وکنت اذ ذاک بدمشق فحضرتہ یوم الجمعۃ وھو یعظ النّاس علی منبر الجامع ویذکرھم فکان من جملۃ کلامہ ان قال ان اللہ ینزل الی السماء الدنیا کنزولی ھذا ونزل درجۃ من درج المنبر فعارضہ فقیہ مالکی یعرف بابن الزھراء وانکر ما تکلم بہ فقامت العامۃ الی ھذا الفقیہ وضربوہ بالایدی والنعال ضربا کثیرا حتی سقطت عمامہ" یعنی ابنِ بطوطہ فرماتے ہیں کہ میں اُس زمانہ میں دمشق ہی میں تھا تو ایک روز جمعہ کے دِن میں اُنکے پاس گیا جب وہ (امام ابنِ تیمیہ) جامع مسجد میں لوگوں کو وعظ کر رہے تھے تو اُس وقت جو کلام اُنہوں نے کیا، اس میں ایک بات یہ بھی

تھی کہ کہا یقیناً اللہ آسمانِ دُنیا کی طرف اسی طرح اُترتا ہے، جس طرح میں منبر سے نیچے اُترتا ہُوں"۔ اِس کے بعد آپ منبر کے ایک زینہ سے اُتر کر دُوسرے زینہ پر آگئے تاکہ لوگ دیکھ لیں کہ اللہ اِس طرح اُترتا ہے، اِس پر ایک مالکی عالم ابنِ زہراء نے اعتراض کیا تو کل حاضرینِ مسجد اُٹھ کھڑے ہُوئے اور مالکی عالِم کو اپنے ہاتھوں اور جُوتیوں سے مارنا شروع کیا اور اس قدر مارا پیٹا کہ اس کا عمامہ اُس کے سَر سے گر گیا"۔ (رُحلہ ابنِ بطوطہ ج ا، ص۵۷ طبع مصر و ہدیۃ المہدی ص۱۱ ج ا، طبع انڈیا، والدرر الکامنہ: ج ا، ص۱۵۴، ابنِ حجر عسقلانی، طبع حیدرآباد)

یہاں پر ابنِ تیمیہ کے حامی ہاتھ پاؤں مارنے اور عوام کی آنکھوں میں دُھول جھونکنے کی کوشش کرتے ہُوئے نظر آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ:

ابنِ بطوطہ رمضان ۷۲۶ھ کو دمشق میں داخل ہُوئے اور ابنِ تیمیہ ایک مہینہ پہلے اوائل شعبان میں قید ہو گئے تھے، لہٰذا اُنہوں نے ابنِ تیمیہ کو دیکھا نہ اُن سے کچھ سُنا"۔ (کتاب شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ، از استاد محمد بہجت بیطار دمشقی)، اوّلاً متعصب سُنّی ابنِ بطوطہ نے اپنے سفر کا آغاز دو رجب ۷۲۵ھ سے کیا اور اختتام اواخر ذی الحجہ ۷۵۴ھ کو ہُوا، اسی دوران ابنِ بطوطہ نے جو یاداشتیں لکھی تھیں، وہ اور اُن کا جو سامان تھا، وہ سب کا سب چھین گیا تھا، جس کا ذِکر کرتے ہُوئے ابنِ بطوطہ نے کہا: ولم تترکوا لی ساتراً خلا السراویل: اور تن ڈھانکنے کے لیے پاجامہ کے سوا کچھ نہ چھوڑا (رُحلہ ابنِ بطوطہ: ج ۲، ص۱۴۶)، چنانچہ اُنہوں نے یہ سفرنامہ جو اُنتیس ۲۹ سال کے سینکڑوں واقعات اور صدہا عجائبات پر مشتمل ہے اُسے مزید دو سال بعد اپنے حافظے کی مدد سے زبانی لکھوایا ہے، اگر اِتنے

عرصہ بعد اُن کو تاریخ اور دن کے بیان کرنے میں سہو بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس سے اصل واقعہ کو کذب یا افتراء پر محمول نہیں کیا جاسکتا کیونکہ تاریخ اسلام کے کئی اہم واقعات کے متعلق سال، مہینوں اور دنوں کے اختلاف کے باوجود اصل واقعات سے انکار نہیں کیا جا سکتا،

ثانیاً جس قسم کی توحید کے یہ لوگ قائل ہیں، جس کا ذکر اس رسالہ میں کیا گیا ہے اس پر دال ہے، اور خود ابن تیمیہ جو یہ کہتا ہے: "انہ فوق العرش حقیقۃ" اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر ہے حقیقتاً (طبقات الشافیہ الکبریٰ، ج ۵، ص۱۸۱ تا ص۲۱۲، از علامہ تاج الدین سبکی متوفی ۷۷۱ھ و تاریخ دعوت عزیمت ج ۲، ص۷۵ از ابوالحسن ندوی وتفسیر ابوحیان ج ۴، ص۳۰۷ از علامہ ابوحیان)، اسی لیے ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: "وقیل بل وقف لہ علی کتاب العرش فاعتقد انہ مجسم" اور کہا گیا ہے کہ انحراف کی وجہ یہ ہے کہ ابوحیان نے ابن تیمیہ کی کتاب العرش دیکھ لی اور وہ ابن تیمیہ کو مجسمی (اللہ کے جسم کے قائل) سمجھنے لگے، (الدرر الکامنہ، ج ۳، ص۳۰۸) تو اس طرح ابن تیمیہ کا عقیدہ توحید واضح ہوا، (فھو المطلوب).

اور علامہ عبد الحلیم والد عبد الحی لکھنوی رقم طراز ہیں: "کان ابن تیمیہ حنبلیا لکنہ تجاوز عن الحد وحاول اثبات ما ینافی عظمۃ الحق تعالیٰ وجلالہ فاثبت لہ الجھت والجسم" کہ ابن تیمیہ حنبلی تھا لیکن وہ حد سے گزر گیا اور اُس نے ایسے امور کا اللہ تعالیٰ کے حق میں ثابت کرنے کا قصد کیا جو اللہ سبحانہٗ کی شان کے مخالف ہیں، پس اُس نے اللہ تعالیٰ کے لیے جہت اور جسم کو ثابت کیا ہے (حل المعاقد، ص۴۸، ص۷۸،

فلک النجاۃ، ج ۲، ص۶۰، ص۶۱)،

شیخ الاسلام ابنِ حجر مکّی ابنِ تیمیہ کا ذِکر کرتے ہُوئے رقم طراز ہیں: "قولہ بالجسمیۃ والجھۃ" وہ (ابنِ تیمیہ) اللہ تعالیٰ کا جسم اَور جہت قرار دیتا ہے۔ (فتاویٰ حدیثیہ، ص۱۰۰، طبع مصر و وہابی توحید ص۱۰، طبع سیالکوٹ)،

اَور شیخ الحدیث علاّمہ مُفتی غُلام فرید رقم طراز ہیں کہ ابن تیمیہ نے عقیدہ حمویہ اور واسطیہ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہاتھ، پیر، چہرہ اَور پنڈلی کا جو ذِکر آیا ہے وہ اُس کی صِفاتِ حقیقیہ ہیں اَور اللہ تعالیٰ عرش پر بذاتہ مستوی ہے، اس کو کہا گیا کہ "پھر تحیز اَور اِنقسام لازم آئے گا" تو اُس نے جواب میں کہا، "مَیں نہیں مانتا کہ تحیز اَور اِنقسام جسم کے خواص ہیں"، اِس لیے کہا گیا کہ وہ ذاتِ باری کے لیے تحیز و اِنقسام مانتا ہے۔ النجدیت بجواب البریلویت، ص۴۲،۴۱، الدُرر الکامنہ، ج ۲، ص۱۵۵،

شیخ الحدیث سرفراز خان رقم طراز ہیں: حافظ ابنِ تیمیہ نے منہاج السّنۃ ج ۱، ص۲۴۷ میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسی تعبیر اختیار کی جس سے جسمیت کا شبہ ہوتا ہے، اِمام سُبکیؒ اس سے برہم ہو کر اپنے طویل قصیدہ "نونیہ" میں حافظ ابنِ تیمیہ کو صریح گالی دینے سے بھی باز نہیں آئے، ایک شعر یہ ہے:

کذب ابن فاعلہ یقول بجھلہٖ
اللّٰہ جسم لیس کالجسمان

(طبقاتُ الکبریٰ، ج ۲، ص۲۴۲، سماع الموتیٰ ص۱۳۷، طبع گوجرانوالہ)،

مذکورہ بالا حقائق کو مدِنظر رکھنے سے ابنِ تیمیہ کے حامیوں کا اعتراض (ہوائی فائر) کوئی حیثیت نہیں رکھتا (فھو المطلوب)،

اللہ تعالیٰ کی اصلی صُورت:

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ قیامت کے دِن اللہ لوگوں کو جمع کر کے فرمائے گا، "جو شخص جس چیز کو پُوجتا تھا، وہ اُس کے پیچھے ہولے۔ پس جو شخص سُورج کو پُوجتا تھا وہ سُورج کے پیچھے ہولے گا اور صِرف یہ اُمّت باقی رہ جائے گی جس میں مُنافق بھی شامِل ہوں گے۔ فیاتیھم اللہ فی صورۃ غیر صورۃ التی یعرفون فیقول انا ربکم فیقولون نعوذ باللہ منك ھذا مکاننا حتّٰی یاتینا ربنا فاذا جاء ربنا عرفناہ فیاتیھم اللہ فی صورۃ التی یعرفون فیقول انا ربکم فیقولون انت ربنا فیتبعونہ..... الخ" پھر اللہ اُن لوگوں کے پاس دُوسری شکل وصُورت میں آئے گا، جس سے وہ واقف نہ ہوں گے، جس کے اندر اللہ کی وہ صفات نہ پائی جائیں گی، جو لوگوں کو معلوم ہوں گی اور اُن سے کہے گا، "مَیں تمہارا پَروردگار ہُوں"۔ وہ کہیں گے، "تجھ سے اللہ کی پناہ۔ ہم تو اُس وقت تک یہیں رہیں گے جب تک ہمارا پروردگار ہمارے پاس نہ آجائے گا، جب ہمارا پَروردگار ہمارے پاس آئے گا، ہم فوراً اُس کو پہچان لیں گے"۔ پھر اللہ اپنی اصلی شکل و صُورت میں آئے گا، جس سے وہ واقِف ہوں گے اور کہے گا: "مَیں تُمہارا پَروردگار ہوں"۔ مُسلمان کہیں گے، "ہاں تُو ہمارا پروردگار ہے" اور اُس کے پیچھے ہولیں گے۔ (صحیح مُسلم شریف، ج ۱، صـ ۹۸۔ ومترجم ج اوّل حدیث ۲۲۸، ۲۲۷، صـ ۲۰۶ وصـ ۲۱۱۔ وصحیح بُخاری شریف ج ۴، صـ ۲۰۰ وصـ ۹۹، و ج ۱، صـ ۱۰۵ طبع مِصر ومترجم ج ۱، صـ ۳۴۸، حدیث ۷۶۶، و ج ۲، صـ ۸۷۱، حدیث

۲۲۸۶، ۲۲۸۸، ص۸۷ و ص۵۵۰، حدیث ۱۴۸۹). وجمع الفوائد ج ۲، ص۵۴۴ حدیث ۱۰۱۳۱، طبع سمندری، ومسند احمد بن حنبل (۲/۲۳۱، ۲۷۵، ۲۹۳)، وابنہ فی السنۃ ص۴۸، ص۴۹ و ابنِ خزیمہ فی التوحید ص۳۲، ص۱۵۶، ص۱۷۴، ص۲۸۴، ص۲۸۵، ص۵۳۴ وابن مندہ فی الایمان (۲، ص۸۴، ص۸۷، ص۸۶، ص۸۹، برقم ۸۰۷، وتحفۃ الاشراف بمعرفت الاطراف (۱۰/۲۷۱)، طبع بیروت والبوعوانۃ (۱/ ۱۶۲) وابن ابی عاصم فی السنۃ (۱/ ۱۹۷، ۱۹۸، ۲۰۶، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷)، وعبداللہ بن احمد فی زوائد المسند (۲/۲۹۳) والدارمی فی الرد علی الجہمیہ ص۲۹۹، والبیہقی فی البعث والنشور ص۹۹، طبع بیروت والبغوی فی شرح السنۃ برقم (۴۸۱) والبیہقی فی الاعتقاد ص۱۱۰ والمروزی فی تعظیم قدر الصلاۃ ورقۃ (۵۶) واللالکائی فی شرح اعتقاد اہل السنۃ برقم (۸۱۴ تا ۸۱۷)، طبع الریاض وابن حبان فی صحیحہ (۹/ ۲۵۸ ۷۳۸۶) طبع بیروت، والاجری فی الشریعہ ص۲۵۹، طبع بیروت، والاصبہانی فی الحجۃ ورقۃ (۱۱۸۴) ومسند الطیالسی (۲/۲۴۳/۲۸۸۱) طبع بیروت، وعبدالرحمٰن الدارمی فی مسندہ (۲/۳۲۶) والبیہقی فی الاسماء والصفات ص۲۹۱،

اللہ تعالیٰ کا ہنسنا:

ابوہریرہؓ سے طویل روایت ہے کہ، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"روزِ آخرت اللہ تعالیٰ ابنِ آدمؑ سے فرمائے گا، افسوس اے ابنِ آدمؑ! تُو نے وعدہ توڑ دیا: فیقول یارب لا تجعلنی أشقی خلقك فلا یزال یدعو حتیٰ یضحك فاذا ضحك منه اذن له بالدخول فیها..... الخ" وہ عرض کرے گا، یارب! مجھے اپنی مخلوق

میں سب سے زیادہ بدبخت نہ بنا۔ وہ اِسی طرح دُعا کرتا رہے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہنسے گا، تو اُس کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت دے دے گا۔ (بُخاری شریف ج ۱، ص۱۰۶ و ج ۴، ص۹۹ و ص۲۰۱، طبع مصر و مُترجم ج ۱، ص۳۵۰ و ج ۳، ص۵۵۲، ص۸۷۳ و صحیح مُسلم ص۹۹ و مُترجم ج ۱، ص۲۰۸) و جلد ۱، ص۹۲، طبع بیروت، مشکوٰۃ شریف ص۴۹۱، ص۴۹۲، طبع مجتبائی دہلی، ج ۳ ص۷، ص۱۷ مترجم لاہور، و جمع الفوائد ج ۲، ص۵۴۴، حدیث: ۱۰۱۳۱)۔۔۔ ابو عوانہ (۱/ ۱۶۲) و مسند احمد بن حنبل (۲/ ۲۷۵، ۵۳۴، ۴/ ۲۹۳، ۴۰۷، ۴۰۸) و ابنہ فی السنۃ ص۴۸، ص۴۹، ص۵۵ و الاجری فی الشریعۃ ص۲۶۲، ص۴۵۹، وکتاب الرؤیۃ، للدارقطنی ص۱۲۹، ص۱۳۱، ص۱۳۲، ص۱۴۹، ص۱۵۴، ص۱۶۳ مع حاشیہ از احمد فخری الرفاعی حدیث ۲۵، ۲۴، ۳۹، ۵۰، طبع اُردن و ابنِ ابی عاصم فی السنۃ (۱/ ۱۹۷، ۱۹۸، ۲۰۶، ۲۰۸، ۲۸۰، ۴۵۳، ۴۵۵، ۴۷۵، ۴۷۶) والبغوی فی شرح السنۃ (۱۵/ ۱۷۳) والمروزی فی تعظیم قدر الصلاۃ ورقۃ: ۵۶ مخطوط مُصوّرۃ مِن مکتبۃ الجامعۃ الاسلامیۃ تحت رقم ۲۶۴۵ و ابن حبان فی صحیحہ (۹/ ۲۵۸/ ۷۳۸۶)، طبع بیروت والبیہقی فی الاعتقادُ ص۱۱۰ و ابن خزیمۃ فی التوحید ص۳۲، ص۱۸۴، ص۲۸۴، ص۲۸۵، ص۳۲۴ طبع بیروت واللالکائی فی شرح اعتقاد اہل السنۃ برقم ص۸۱۴، ص۸۳۲، ص۸۳۵، وابنِ مندہ فی الایمان (۲/ ۷۸۴، ۷۸۷، ۸۰۲، ۸۰۵، ۱۲۵، ۱۲۶، ۸۵۱) و عبدُاللہ بن احمد فی زوائد المسند (۲/ ۲۹۳) والبیہقی فی البعث والنشور ص۹۹ طبع بیروت والدّارمی فی الردۃ علی الجہمیۃ ص۲۹۹، ص۳۰۰ و تحفۃ الاشراف بمعرفت الاطراف (۱۰/ ۲۷۱) طبع بیروت و عبد بن حمید فی المنتخب من المسند احمد (۱/ ۴۷۹/ ۵۳۹) و ج ۱، ص۳۹۱، ص۳۹۲ و ولدہ فی السنۃ ۲۶۲، ۲۶۳،

۲۶۴ و ابن ابی عاصم ۵۵۴ والبیہقی فی الاسماء والصفات ص۵۹۶ وکتاب التصدیق بالنظر الی اللہ تعالیٰ فی الآخرۃ ص۸۳، از امام حافظ محدث ابی بکر محمد بن الحسین الاجری المتوفی ۳۶۰ھ، طبع بیروت وکتاب التوحید ابن خزیمہ، ج ۱، حدیث ۳۴۴،

عن عمہ ابی رزین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ضحک ربنا من قنوط عبادہ و قرب غیرہ قلت یا رسول اللہ او یضحک الرب قال نعم قلت لن نعدم من رب یضحک خیرا۔ حضرت ابو رزینؓ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، "اللہ تعالیٰ اُن بندوں پر ہنستا ہے جو اُس سے مستغنی اور غیر اللہ کے قرب کے خواہشمند ہیں"، میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا اللہ بھی ہنستا ہے؟ آپ نے فرمایا، "ہاں" میں نے عرض کیا، ہم نیکی کو کبھی ترک نہ کریں گے، تاکہ وہ نیکی پر ہنستا رہے۔ (ابن ماجہ شریف، ص۱۶ ومترجم ج ۱، ص۹۳، حدیث ۱۸۷، ومسند احمد بن حنبل ج ۴، ص۱۱ ومسند طیالسی شریف ج ۱، ص۱۴۷ مترجم طبع کراچی) اور شرح عقیدہ طحاویہ میں ہے کہ وہ اللہ اپنے بندوں پر تجلی فرمائے گا، وہ اُن کے سامنے ہنسے گا، (اردو ترجمہ شرح عقیدہ طحاویہ، ص۲۶۰)

عن ابی ھریرہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم قال یضحک اللہ الی رجلین ..... الخ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں، آپ نے فرمایا ہے: تعالیٰ اُن دو آدمیوں پر ہنستا ہے جن میں سے ایک دوسرے کو قتل کرتا ہے اور دونوں جنت میں جاتے ہیں ..... الخ (صحیح مسلم، ج ۲، ص۱۳۷ ومترجم ج ۲، ص۱۲۲۵، حدیث ۳۹۰، وابن ماجہ،

صے ۱۷ و مترجم ج ۱، صے ۹۷، حدیث ۱۹۷، و مسند طیالسی حدیث ۱۰۹۲، و مسند احمد بن حنبل ج ۲ صے ۲۴۴، صے ۳۱۸، صے ۴۶۴، صے ۵۱۱، صے ۵۳۳، ج ۳، صے ۸۰، ج ۴، صے ۱۱، صے ۱۲، صے ۱۳)، صحیح بخاری، ج ۲، صے ۹۶، طبع مصر، ج ۳، صے ۲۱۰، طبع بیروت و مترجم ج ۲۔ صے ۷۳، طبع لاہور۔

اللہ تعالیٰ کا جھانکنا:

چنانچہ شرح عقیدۂ طحاویہ میں ہے حضرت جابرؓ سے مرفوعاً ذکر ہے، "ایک بار یوں ہو گا کہ جنتی نعمتوں میں ہوں گے، اُن کے سامنے نُور روشن ہوگا، وہ اپنے سَر بلند کر کے اُس کی جانب دیکھیں گے فاذا الرب تبارك و تعالیٰ قد اشرف علیهم من فوقهم فقال السلام علیکم یا اهل الجنة .... تو اللہ جل جلالہٗ اُن کے اُوپر سے اُن کی جانب جھانکیں گے اور فرمائیں گے: "اے جنّت والو! تم پر سلام" (شرح عقیدۂ طحاویہ اُردو، صے ۳۵۹ آخر صے ۳۶۰، و ابن ماجہ صے ۱۷ و مترجم ج ۱، صے ۹۴، طبع لاہور و ابنِ ماجہ (۱/۶۵/۱۸۴) و ابنِ عدی فی الکامل (۶/۲۰۳۹، ۲۰۴۰)، طبع بیروت و البزار فی مسندہ (۳/۶۷) کشف الاستار، طبع بیروت و کتاب التصدیق بالنظر الی اللہ تعالیٰ فی الآخرۃ صے ۶۸ حدیث ۴۸ مع حاشیہ سمیر بن امین الزہیری طبع بیروت و ابُونعیم فی الحلیۃ الاولیاءؒ (۶/۲۰۸، ۲۰۹)، و فی صفۃ الجنّۃ (۱۲۷، ۱۲۸/۹۴) و تفسیر دُرِ منثُور، ج ۵، صے ۲۶۶ و تفسیر ابنِ کثیر ج ۳، صے ۳۸۵، طبع القاہرہ، واللالکائی فی شرح اصول الاعتقاد (۳/۴۸۴/۸۳۶) طبع الریاض، والاجریؒ فی الشریعۃ صے ۲۶۷، طبع بیروت و تفسیر البغوی (۶/۱۰) طبع بیروت،

والبیہقی فی البعث والنشور صـ ۲۶۲، صـ ۲۴۸، طبع بیروت وکتاب الرؤیۃ، للدارقطنی صـ ۱۶۵ صـ ۱۶۷، حدیث ۵۱ مع حاشیہ طبع اردن وعظم المنۃ فی رؤیۃ المومنین ربھم فی الجنۃ صـ ۴۱، از عبدالرحمٰن طبع مکہ۔

اور دوسری جگہ لکھا ہے: ان اللہ تعالی یطلع فی العیدین الی الارض ـــــ اللہ تعالیٰ عیدین (عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ) کے روز زمین کی طرف جھانکتا ہے۔ (منتخب کنزالعمال ج ۳ صـ ۲۵۳ طبع مصر)۔ مزید فرمایا: "فاطلع الیھم ربك اطلاعۃ" ایک بار تمہارے پروردگار نے اُن کی طرف جھانکا تھا، جھانک کر فرمایا: تُم لوگ کچھ اور بھی چاہتے ہو، جو کچھ مانگنا ہے، مانگو مَیں دُوں گا، انہوں نے عرض کیا، "اِس سے زیادہ اور کیا مانگیں، بہشت میں جہاں چاہتے ہیں چرتے پھرتے ہیں۔" ثُمَّ اطَّلَعَ عَلَیھِمُ الثَّانِیَۃَ: پھر اللہ نے دوبارہ جھانک کر فرمایا، (ترمذی شریف، ج ۲، صـ ۱۲۶، باب تفسیر آل عمران، ومترجم، ج ۲، صـ ۲۸۴، طبع کراچی وتفسیر ابن کثیر، ج ۱، تفسیر سورۂ آل عمران آیت ۱۶۹، ومترجم ج ۱، پ ۴، صـ ۴۸، طبع کراچی وصحیح مسلم شریف نووی، ج ۲، صـ ۱۳۶، ومترجم ج ۲، صـ ۱۲۲۳، طبع لاہور شیخ غلام علی)۔

اللہ کی کمر:- عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خلق اللہ الخلق فلما فرغ منہ قامت الرحم فاخذت بحقو الرحمٰن فقال لہ مہ قالت ھذا مقام العائذ بك من القطیعۃ قال الا ترضین ان اصل من وصلك واقطع من قطعك قالت بلی یا رب قال فذاك۔" حضرت ابوہریرہ نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا، جب اِس سے فارغ ہو گیا تو رحم و قرابت کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی کمر کو پکڑا، اللہ تعالیٰ نے اُس سے فرمایا کہ رُک جا اُس نے کہا، کیا یہ اُس کا ٹھکانا ہے، جو مجھ کو توڑ کر تیرے پناہ میں آئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کیا تو اِس بات پر راضی نہیں کہ میں اُس سے ملوں، جو تجھ کو جوڑے اور اُس سے الگ ہو جاؤں، جو تجھ کو توڑے؟ اُس نے عرض کیا، ہاں پروردگار کیوں نہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تیرے ساتھ ایسا ہی ہوگا۔" (صحیح بخاری شریف، ج ۳، صـ ۱۳۴، کتابُ التفسیر سُورۃ محمد طبع مصر و مُترجم ج ۲، صـ ۹۱۵ و ج ۶، صـ ۱۶۷، طبع بیروت،

اللہ کا ہاتھ:۔ حدثنا ابو ھریرہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان یمین اللہ ملای لا یغیضھا نفقۃ سحاء اللیل والنھار ارایتم ما انفق منذ خلق السمٰوٰت والارض فانہ لم ینقص ما فی یمینہ وعرشہ علی الماء وبیدہ الاخریٰ الفیض او القبض یرفع ویخفض

حضرت ابوہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ بھرا ہوا۔ رات دن کی بخشش اس میں کمی نہیں کرتی، بتلاؤ تو آسمانوں اور زمین کو اللہ نے جب پیدا کیا ہے، کتنا خرچ کیا ہوگا، لیکن اُس میں کوئی کمی نہیں ہوئی جو اُس کے دائیں ہاتھ میں ہے اور اُس کا عرش پانی پر ہے اور اُس کے دوسرے ہاتھ میں فیض ہے کہ بلند کرتا ہے اور پست کرتا

ہے: (صحیح بخاری شریف ج ۴، صہ ۱۹۸ و ج ۲ صہ ۱۰۱، طبع مصر و ج ۲، صہ ۸۱۳ و ج ۲، صہ ۸۶۵، صہ ۸۶۱ مترجم و ابن ماجہ شریف صہ ۱۸ و مترجم ج ۱ صہ ۹۹ حدیث ۲۰۳)۔

عن ابن عباس قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اتانی اللیلۃ ربی تبارک و تعالی فی احسن صورۃ قال فی المنام فقال یا محمد...... "حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آج رات میرا پروردگار میرے پاس بہترین صورت میں آیا، راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے، آپ نے فرمایا سوتے وقت خواب میں آیا۔ اس نے آکر فرمایا: اے محمد! (صلعم) جانتے ہو ملاءِ اعلیٰ (مقربِ بارگاہ فرشتے) اس وقت کس بات میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے کہا: میں نہیں جانتا، یہ سن کر فوضع یدہ بین کتفی حتی وجدت بردھا بین ثدیی" میرے رب نے اپنا ہاتھ میرے مونڈھوں کے درمیان رکھ دیا، حتیٰ کہ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنی دونوں پستانوں کے درمیان محسوس کی (ترمذی شریف، ج ۲، باب تفسیر سورۂ ص، ج ۲، صہ ۱۵۵، طبع کراچی و مترجم ج ۲، صہ ۵۰۳ تا صہ ۵۰۵ طبع کراچی، و منتخب کنز العمال، ج ۶، صہ ۳۶۱ یا فرمایا: اپنے سینے میں پائی۔ تاریخ کبیر للبخاری، ۱/۱/۱۱۷، و ۳/۲۸) طبع بیروت، و ابی حاتم فی الجرح والتعدیل، ۲۸۸/۷، ۱۴۹/۲/۱ طبع بیروت، وبحشل فی تاریخ واسط صہ ۱۹۴ طبع بیروت، وتاریخ بغداد (۳۵۵/۵، ۳۵۶)، طبع بیروت، و ابن حبان فی الثقات ۲۰۶/۸ اور، ۵۵/۹) طبع بیروت، والتہذیب والتہذیب (۲۰۵/۶، ۲۶۲،

۳۶۲)، (۳/۳۴۹، ۳۵۰)، طبع جدید بیروت، الترمذی شریف (۵/ ۳۶۹، ۵،۵، حدیث ۳۲۳۵)، طبع بیروت، ترمذی شریف ج۲، باب تفسیر سورہ ص، ج ۲، صـ۱۵۵، طبع کراچی ومترجم ج ۲، صـ۵۰۳ تا صـ۵۰۵ طبع کراچی، وابن خزیمہ فی کتاب التوحید صـ۲۱۷، صـ۲۱۸، صـ۲۱۵ و صـ۲۲۰، ومسند احمد (۴/ ۶۶، ۵/۲۴۳، ۳۷۸ و ۱/ ۳۶۸) وابنِ جوزی فی العلل المتناہیہ فی الاحادیث الواہیۃ جزء ۱/ ۳۲، ۳۳، ۳۴، طبع بیروت وابنِ عدی فی الکامل ۶/ ۲۳۴۴، طبع بیروت وابنِ حجر فی الاصابہ ۲/ ۶-۵-۴ والمزی فی تحفۃ الاشراف ۴/ ۳۸۲، ۳۸۳، طبع بیروت وابنِ ماکولا فی الاکمال فی رفع الارتیاب، ۶/ ۱۹، طبع بیروت والبیہقی فی الاسماء والصفات، صـ۲۹۸. صـ۲۹۹. صـ۳۰۰، طبع بیروت وکتاب الرویۃ للدارقطنی، صـ۳۰۹، صـ۳۴۴ مع حاشیہ احمد فخری الرفاعی، حدیث ۲۲۷ تا ۲۵۴. طبع اردن.

والاجری فی الشریعہ. صـ۴۹۶،۹۵، واللالکائی فی شرح الاعتقاد برقم ۲، ۹۰۱، ۹۱۴، طبع ریاض محمد بن نصر المروزی فی قیام اللیل، صـ۳۳، طبع لاہور والترمذی فی العلل الکبیر ۲/ ۸۹۴ طبع عمان والدارمی فی مسندہ ۲/ ۱۲۶. صـ۴۰۵،

، وابنِ ابی عاصم فی السنۃ، ۱/ ۲۰۳، ۴، ۲۰۴، ۱۶۹، ۱۷۰، ۳۴۹، ۳۸۸، ۴۶۷، ۴۶۹، طبع بیروت والبو حاتم فی العلل الحدیث ۱/ ۲۰، طبع سوریا، وابن عبدالبر فی الاستیعاب فی معرفتِ الاصحاب، ۲/ ۴۱۷، طبع علی ہامش اصابۃ فی تمیز اصحابۃ، طبع مصر، والبغوی فی شرح السنۃ ۴/ ۳۵، ۳۷، ۹۲۴، طبع بیروت، والدارمی فی الرد علی الجہمیۃ صـ۲۴، صـ۹۰ وابن مندۃ فی الرد علی الجہمیۃ صـ۹۰، تفسیر طبری ۷/ ۱۶۲، والحاکم فی المستدرک ۱/ ۵۲۰، ومسند ابی یعلیٰ برقم ۲۶۰۸، تحقیق حسین سلیم اسد طبع

دمشق والہیثمی فی المجمع الزوائد ۶/ ۱۷۶، طبع بیروت والرافعی فی التدوین فی اخبار قزوین ۲/ ۳۶۳، ۳۶۴، والدارمی فی الرد علی المریسی ص ۱۶۵، طبع بیروت، ومنتخب کنز العمال ج ۶ ص ۳۶۱ طبع مصر والملل والنحل ج ۱، ص ۱۴۲ طبع مصر، از حدیث ابی بن کعب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول من یصافحہ الحق عمر۔ ثابت ہے ابی بن کعب کی حدیث سے، کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ پہلا شخص جس سے اللہ تعالیٰ مصافحہ کرے گا، عمرؓ ہو گا۔ ازالۃ الخفاء ج ۲، ص ۴۹۵ از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی طبع کراچی)، اب ظاہر ہے کہ بغیر ہاتھوں کے مصافحہ ناممکن ہے، اور اس سے بھی اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں کا ثبوت ملتا ہے۔ (فہو المطلوب)،

اللہ کی انگلیاں: عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال جاء حبر من الأحبار الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم فقال یا محمد إنا نجد أن اللہ یجعل السمٰوٰت علی إصبع والأرضین علی إصبع والشجر علی إصبع والماء والثری علی إصبع وسائر الخلائق علی إصبع فیقول أنا الملك فضحك النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی بدت نواجذہ تصدیقا لقول الحبر ثم اقرأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما قدروا اللہ حق قدرہ والارض جمیعا قبضتہ یوم القیامۃ والسمٰوٰت مطویات بیمینہ سبحانہ وتعالیٰ عما یشرکون۔

عبد اللہؓ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ تورات

کے عالموں میں سے ایک عالم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور عرض کیا کہ اے محمّد! (صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) ہم تورات میں پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک اُنگلی پر اور زمین کو ایک اُنگلی پر اور درختوں کو ایک اُنگلی پر اور پانی اور مٹی کو ایک اُنگلی پر، اور تمام مخلوقات کو ایک اُنگلی پر اُٹھائے گا، پھر فرمائے گا کہ میں بادشاہ ہُوں: پس نبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے تبسّم فرمایا، یہاں تک کہ آپؐ کے دندانِ مُبارک نظر آنے لگے، گویا اُس یہودی عالم کی بات کی تائید فرمائی، پھر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے یہ پڑھا...... (صحیح بخاری شریف ج ۳، صـ ۱۳۰، ج ۴ صـ ۲۰۴، صـ ۲۱۱، طبع مصر و ج ۲، صـ ۹۰۳، ج ۳، صـ ۸۸۲، صـ ۹۰۳، مترجم مولانا حافظ محمّد عادل خان نقشبندی و مولانا محمّد فاضل قریشی مجددی طبع لاہور).

الکلابی قال سمعت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یقول ما من قلب الا بین اصبعین من اصابع الرحمٰن ان شاء اقامہ و ان شاء اذاغہ ...... الخ:

نواس بن سمعان الکلابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا، "قلب رحمٰن کی دو اُنگلیوں کے بیچ (درمیان) میں ہے خواہ وہ اُسے سیدھا رکھے خواہ اُسے خراب کر دے"۔ (ابنِ ماجہ شریف صـ ۱۸ و مترجم ج ۱، صـ ۹۹، حدیث ۲۰۵)

اللہ نابینا نہیں:۔ عن نافع قال عبداللہ ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوما بین ظھری الناس المسیح

الدجال فقال ان اللہ لیس باعور الا ان المسیح الدجال اعور العین الیمنی کان عینہ عنبۃ طافیۃ۔

نافع عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کے سامنے مسیح دجال کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے دیکھو مسیح دجال کی داہنی آنکھ کانی ہے اس کی آنکھ پھولے ہوئے انگور کی طرح (اوپر کو نکلی ہوئی) ہے۔ (صحیح بخاری شریف، ج ۲، ص ۱۰۲۳، ج ۳، ص ۶۰، ج ۴، ص ۱۶۴، صحیح مسلم شریف، ج ۲، ص ۴۰۰، مترجم ج ۲، ص ۱۹۴۹) والجرح والتعدیل ۲/۱/۲۶۷ وسنن ابوداود برقم ۴۳۰۰، وابن ماجہ ۴۰۷۷، نعیم بن حماد فی الفتن ورقۃ ۱۵۰، ۱۵۱، وابن ابی عاصم فی السنۃ ۱/۱۷۱/۳۹۱ وعبداللہ بن احمد فی السنۃ ص ۱۵۷، والطبرانی فی الکبیر، ۸/۱۷۲، ۷۶۴۴-۴۴-۴۵، الحافظ ابن الحجر فی النکت الطراف، ۴/۱۷۴، ۱۷۵ وکتاب الرویۃ، دارقطنی ج ۱، ص ۱۹۱، حدیث ۶۷، طبع اردن، وابوبکر بن الحسین الاجری فی الشریعۃ ص ۳۷۵، طبع بیروت وتفسیر ابن کثیر مترجم پ ۶، ص ۱۴، طبع کراچی، والاشاعۃ لاشراط الساعۃ، ص ۱۳۲، طبع بیروت وپشاور، تفسیر در المنثور، ج ۲، ص ۲۴۲، طبع مصر وایران

عن عبداللہ قال ذکر الدجال عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان اللہ لا یخفی علیکم ان اللہ لیس باعور واشار بیدہ الی عینہ وان المسیح الدجال اعور العین الیمنی کان عینہ عنبۃ طافیۃ

حضرت عبداللہ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ:

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے دجال کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا، "اللہ تعالیٰ تم پر پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے: اور اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مسیح دجال دائیں آنکھ کا کانا ہے۔ گویا اُس کی آنکھ پھولے ہوئے انگور کی طرح ہے جس میں نور نہیں۔" (صحیح بخاری شریف، ج ۴، ص ۱۹۸، طبع مصر و مترجم ج ۳، ص ۸۵۹، طبع لاہور)، تفسیر ابن کثیر مترجم پ ۶، ص ۱۴، طبع کراچی والاشاعۃ لاشراط الساعۃ، ص ۱۳۲، طبع بیروت و پشاور و تفسیر الدرِ منثور، ج ۲، ص ۲۴۲، طبع مصر و ایران، ان دونوں روایتوں سے اللہ تعالےٰ کی آنکھ کا ثبوت ملتا ہے، (نعوذ باللہ)، کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ نابینا نہیں ہے۔ یعنی اُس کی نظر بالکل صحیح ہے اور دجال کانا ہے۔ امام شہرستانی لکھتے ہیں:

اشتکت عیناہ فعادتہ الملائکۃ وبکی علی طوفان نوح حتیٰ رمدت عیناہ"

اللہ کی آنکھوں میں آشوب پیدا ہوگیا۔ (وہ دُکھنے آگئیں)۔ تو سب فرشتے اُس کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے اور طوفان نوحؑ پر اللہ اتنا رویا کہ اُس کی آنکھیں آشوب کر آئیں (الملل والنحل، ج ۱، ص ۹۷، طبع جدید مصر و ایران)۔

اللہ کی پنڈلی: عن ابی سعید رضی اللہ عنہ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول یکشف ربنا عن ساقہ فیسجد لہ کل مومن و مومنۃ و یبقیٰ من کان یسجد فی

الدنیا ریاء و سمعۃ فیذھب یسجد فیعود ظھرہ طبقاً واحداً:

حضرت ابُوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اُنہوں نے بیان کیا کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو فرماتے ہُوئے سُنا کہ ''ہمارا پروردگار اپنی پنڈلی کھولے گا تو ہر ایماندار مرد اور عورت اُس کو سجدہ کرے گی اور (صرف) وہ باقی رہ جائے گا جو دُنیا میں رِیار اور شہرت کی غرض سے سجدہ کیا کرتا تھا، جب وہ سجدہ میں جانے لگے گا (یعنی سجدہ کو جُھکے گا) تو اس کی پیٹھ ایک تخت کی طرح ہو جائے گی (یعنی مُڑ نہ سکے گی)'' (صحیح بُخاری شریف، ج ۲، صـ۱۴۸، طبع مصر و مترجم ج ۲، صـ۹۵۵)،

آپؐ نے مزید فرمایا (نعوذ باللہ) قال فیأتیھم الجبار فی صورۃ غیر صورتہ التی رأوہ فیھا اول مرۃ فیقول انا ربکم فیقولون انت ربنا فلا یکلمہ الا الانبیاء فیقول ھل بینکم وبینہ آیۃ تعرفونہ فیقولون الساق فیکشف عن ساقہ فیسجد لہ کل مومن و یبقی ...... کہ اللہ ان کے سامنے اس صورت کے علاوہ آئے گا جس میں پہلی بار اُنہوں نے دیکھا ہوگا۔ اللہ فرمائے گا کہ ''مَیں تمہارا رب ہوں''، وہ کہیں گے کہ ''تُو ہمارا رب ہے'' اُس دِن انبیاء کے علاوہ کوئی بات نہ کر سکے گا۔ اللہ فرمائے گا، کیا تم کو اُس کی کوئی نشانی معلوم ہے جس سے تم اُسے پہچان سکو؟ وہ کہیں گے وہ پنڈلی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی کھول دے گا، اس کو دیکھ کر ہر مومن سجدے میں گر پڑے گا اور وہ لوگ رہ جائیں گے ...... (صحیح بخاری شریف، ج ۴، صـ۲۰۱، طبع مصر و مترجم ج ۲ صـ۸۷۴، صحیح مُسلم شریف ج ۱،

ص۹۹ ومترجم ج ۱، ص۲۱۱، حدیث ۲۲۸ ومسند احمد ج ۲، ص۲۷۲ وارشاد الساری، ج ۱، ص۶۰، طیالسی شریف مترجم ج ۲، ص۳۲۷ طبع کراچی، وکتابُ الرؤیۃ للدار قطنی ج ۲، ص۲۵۹، ص۲۶۴، ص۲۶۵، ص۲۶۹، ص۲۷۵، ص۲۷۶، حدیث ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۷، ۱۷۷، وج ۱، ص۱۰۰، حدیث ۱۰ والا جُرّی فی الشریعۃ ص۴۶۰، والتصدیق بالنظر الی اللّٰہ تعالیٰ فی الآخرۃ، ص۶۱، حدیث ۴۲، طبع بیروت، والمستدرک الحاکم، ۲/۳۷۶، ۴/۵۸۹، ۵۹۲، والطبرانی فی الکبیر برقم ۹۷۶۳، ۹۷۶۴، والہیثمی فی المجمع الزوائد ۱۰/۳۴۳، وابن المندۃ فی الایمان بعد حدیث ۸۴۴

حضرت وہب سے مروی ہے، وہ کہتے تھے (راوی نے حضرت وہب کی عظمت بھی بیان کی)،

ان السموات والارض والبحار لفی الھیکل وان الھیکل لفی الکرسی وان قدمیہ عزوجل لعلی الکرسی و ھو یحمل الکرسی وعاد الکرسی کالنعل فی قدمیہ

بیشک آسمان و زمین اور دریا ایک ڈھانچے اور ہیکل میں پائے جاتے ہیں اور ہیکل کرسی میں مستقر ہے، خداوندِ عزوجل کے دو پاؤں کرسی پر ہیں اور وہ کرسی کو اُٹھائے رہتا ہے۔ اور کرسی اُس کے پاؤں میں ایک جُوتی کے مانند ہے۔ تاریخ طبری، ج ۱، ص۲۱، طبع قدیم مصر و مترجم ا، ص۳۶، طبع لکھنؤ،

اللّٰہ کا قدم جہنّم میں عن انس رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال یلقیٰ فی النار وتقول ھل من

مزید حتی یضع قدمہ فتقول قط قط۔ حضرت انس، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ لوگ جہنم میں ڈالے جائیں گے تو وہ کہے گی۔ "کیا اور بھی کچھ ہے"۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اُس میں اپنا قدم رکھ دے گا تو وہ کہے گی، "بس بس"۔

(صحیح بخاری شریف ج ۳، ص۱۳۷، ج ۴، ص۱۹۴، ص۱۰۸ و ص۲۰۴ طبع مصر و مترجم ج ۲، ص۹۲۲، ج ۳ ص۸۵۲، ص۵۷۹، ص۸۸۱ و صحیح مسلم شریف ج ۸ کتاب الجنت، باب ۵۱ ص۱۵۱، ص۱۵۲، طبع بیروت و مترجم ص۱۸۸۲، ص۱۸۸۳، طبع لاہور، حدیث ۳۵، ۳۸، ترمذی شریف مترجم ج ۱، ص۱۹۵، ص۵۲۰ طبع کراچی، سنن دارمی، کتاب ۲۰، باب ۱۲۲، مسند احمد ج ۲، ص۲۷۶، ص۳۱۴، ص۳۶۸، ص۵۰۷، ۳/ص۱۳، ص۷۸، ص۱۳۴، ص۱۴۱، ص۲۲۹، ص۲۳۴، ص۲۷۹ و مشکوٰۃ شریف ص۵۰۵ طبع مجتبائی دہلی و مترجم، ج ۳، ص۱۰۱، حدیث ۵۴۴۹/۱ طبع لاہور و تاریخ بغداد ج ۵، ص۱۲۷، و تفسیر طبری، ج ۲۶، ص۱۰۶ و تفسیر دُرِّ المنثور، ج ۷، ص۶۰۲، طبع بیروت، و کنز العمال، ج ۱، ص۲۳۴، حدیث ۱۱۷۱، ۱۱۷۳، طبع بیروت، والملل والنحل شہرستانی ص۹۷، طبع قاہرہ و قم، و منتخب کنز العمال، ج ۱، ص۱۱۵ طبع مصر

اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا: عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتانی اللیلۃ ربی تبارک وتعالیٰ فی احسن صورۃ قال فی المنام......

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "آج رات میرا پروردگار میرے پاس بہترین

صُورت میں آیا۔ راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے، آپؐ نے فرمایا: سوتے وقت خواب میں آیا۔" اُس نے آکر فرمایا: اے محمدؐ! جانتے ہو ملاءِ اعلیٰ (مقربِ بارگاہ فرشتے) اِس وقت کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟" میں نے کہا" قلت لا"، میں نہیں جانتا۔ یہ سُن کر میرے ربّ نے اپنا ہاتھ میرے مونڈھوں کے درمیان رکھ دیا، حتیٰ کہ میں نے اُس کی ٹھنڈک اپنے دونوں پستانوں کے درمیان محسوس کی

قال فوضع یدہ بین کتفی حتیٰ وجدت بردھا بین ثدیي ......

یا فرمایا اپنے سینہ میں پائی ...... عن معاذ بن جبل عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بطولہ وقال انی نعست فاستثقلت نوما فرأیت ربّي فی احسن صُورۃ ......

حضرت معاذ بن جبلؓ سے طویل حدیث مروی ہے اور اُس میں اِس طرح ہے نبیِ پاک صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا، ایک دِن میں اُونگھ رہا تھا کہ نیند آگئی اور میں سوگیا، سوتے وقت میں نے اپنے پروردگار کو نہایت حسین شکل میں دیکھا، پروردگار نے فرمایا: "ملاءِ اعلیٰ اِس وقت کس بارے میں جھگڑ رہے ہیں؟" (ترمذی شریف، ج ۲، مترجم ابواب التفسیر، سُورہ ص، ص۵۰۳ و ص۵۰۵، حدیث ۱۱۶۱، ۶۲، طبع کراچی)، وتفسیرِ طبری ج ۲۷، ص۲۸، طبع مصر و بیروت و تفسیر دُرِّ المنثور، ج ۶، ص۱۲۴ ومشکل الحدیث وبیانہ ابن فورک، ص۳۶۴، طبع بیروت والملل والنحل، شہرستانی ص۹۷ طبع مصر وقم، والبخاری فی تاریخ الکبیر، ۱/۱/۱۱۷ و ۲/۱/۷۷ ۴/ ۱۵۹۶، وابی حاتم فی الجرح والتعدیل ۷/ ۲۸۸، و ۲/۳/۲۶۶

۱/۲۰، و ۲/۱/۳۰/۱۲۱، وبحشل فی تاریخ واسط، ص۱۹۴ والخطیب البغدادی فی تاریخ بغداد، ج ۵، ص۳۵۵، ص۳۵۶، و ۱۳، ص۴۶، ص۴۷ والدارمی فی مسندہ ۲/۱۲۶ و ابن ابی عاصم فی السنۃ، ۱/۲۰۳/۴۶۷، ۱/۱۶۹، ۳۸۸، و محمد بن نصر المروزی فی قیام اللیل ص۳۳، واللالکائی فی شرح الاعتقاد برقم ۹۰۱، والترمذی العلل الکبیر، ۲/۸۹۴، و ابنِ عبدالبر فی الاستیعاب ۲/۷/۱۴، والبغوی فی شرح السُنۃ ۴/۳۵/۳۷، ۹۲۴، وابن حبان فی الثقات ۶/۳۶۲، و ۲/۲۴۰، ۹/۵۵، و التہذیب ۶/۲۶۲، ۲۰۵، وابنِ خزیمہ فی کتاب التوحید، ص۲۲۰، ص۲۱۵، ومسند احمد بن حنبل، ج ۵، ص۲۴۳ و ابن الجوزی فی العلل ۱/۳۳، وابنِ عدی فی الکامل ۶/۲۴۳۳ و ۲۴۴۳، والبیہقی فی الاسماء والصفات ص۲۹۸ و ابن ماکولا فی الاکمال ۶/۱۹، والمزی فی تحفۃ الاشراف ۴/۳۸۲، ۳۸۳، و ابنِ حجر فی الاصابہ، ج ۲، ص۴۰۶، کتاب الرؤیۃ، دار قطنی ۱/ ۳۱۰، ۳۱۳، ۳۲۰، حدیث ۲۲۷، ۲۳۲، طبع جدید اُردن۔

عن ابنِ عباس رفعہ رأیت ربی فی صورۃ شاب لہ و فرہ و روی فی صورۃ شاب امرد قال ابن صدقہ عن ابی ذرعہ حدیث ابن عباس صحیح لاینکرہ الامعتزلی و روی فی بعضہا بفوادہٖ والحدیث ان حمل علی المنام فلا اشکال فی المقام (مُلّا علی قاری حضرت ابنِ عباسؓ سے نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا) کہ مَیں نے اپنے اللہ کو ایک جوان کی صُورت میں دیکھا، اُس کے لمبے بال تھے اور ایک روایت میں ہے بے بالے جوان کی صُورت میں دیکھا جس کی نہ

مُونچھیں تھیں نہ داڑھی"۔ ابنِ صدقہ ابُو ذرعہ سے روایت کرتے ہیں ابنِ عباسؓ کی حدیث کا ایک مُعتزلی ہی اِنکار کر سکتا ہے اَور بعض کتابوں میں اِس کے فوائد بھی مروی ہے اَور حدیث کا مقصد یہ ہے۔ اگر رویۃ سے مُراد خوابِ کی رویت ہے تو اِس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

(موضوعاتِ کبیر، مُترجم ص۲۲۰۔ از مُلّا علی قارِی، طبع کراچی و احمدیہ پاکٹ بُک ص۵۹۰۔ طبع اِنڈیا و الیواقیت والجواہر ج ۱، ص۱۷۱، ص۱۱۸ طبع مصر بغیۃ الرائد فی شرح العقائد ص۵۸۔ طبع تربت مکران از نواب صدّیق حسن خان بھوپالی و ہدیۃ المہدی ج ۱، ص۸۹۔ طبع دہلی و اِنسانِ کامل عبدُالکریم جیلی صوفی ص۸۱۔ اُردو طبع کراچی وتفسیر ابنِ کثیر ج ۶، ص۲۴۹ طبع بیروت جدید والجانب الغربی، ص۲۶۳، ص۱۵۷، ص۱۵۲۔ طبع تہران، تعلیقات نقد النّصوص ص۳۱۸۔ جامع الصغیر ج ۲، ص۴۔ تمہیدات عین القضاۃ ص۲۴۲، تاریخ بغداد۔ ج ۱۱ ص۲۱۴، شرح فقہِ اکبر ص۱۴۸۔ طبع کراچی، تعلیم الایمان، ترجمہ شرح فقہ اکبر ص۳۷۹، طبع لکھنو وجواہر العُشّاق ص۱۲۰۔ از حُسَینی گیسُودراز مترجم مولوی احمد حُسَین خاں۔ طبع لاہور) اللّئالی المصنوعۃ ج ۱/ ص۲۹ طبع بیروت وکتاب الرّویۃ، دارقطنی ج ۲/ ص۳۵۸، ص۳۵۹، حدیث ۲۸۶، ۲۸۷۔ طبع جدید والاصابہ ج ۴ ص۴۷ وطبرانی معجم کبیر ۲۵/ ۱۴۳، و مرام الکلام فی عقائد الاسلام ص۲۶، طبع مُلتان، وکشف الخفاج ۱، ص۵۲۷ طبع بیروت وشرح شطحیّات روزبہان ص۶۲ ومشکل الحدیث ابنِ فوک، ص۳۶۲، طبع بیروت، وشرح فقہ اکبر ص۱۴۸، طبع کراچی وکنز العمال، ۱/ ص۵۸، حدیث ۱۱۵۳، طبع حیدر آباد دکن، اَور نواب صدّیق حسن خان بھوپالی رقمطراز ہیں: رازی گفتہ دیدن آنحضرتؐ خُدا را در خوابِ بصُورتِ

مخصوص جائز است... (و ملا علی قاری) گویند ابو حنیفہ" خدا را صد بار بخواب دید و احمد بن حنبل در خواب از روئے تعالیٰ پرسید .... و ابو زید او تعالیٰ را در منام دید .... وہمچنین از حمزہ زیات و ابی الفوارس کرمانی وحکیم ترمذی وشمس الآئمہ کردری وغیرہم مروی است کہ اینہا خدا را در خواب دیدہ اند .... یعنی امام فخر الدین رازی کہتے ہیں، "نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اللہ تعالیٰ کو نیند میں مخصوص صورت کے ساتھ دیکھنا جائز ہے..... اور ملا علی قاری فرماتے ہیں: امام ابو حنیفہ نے اللہ تعالیٰ کو سو بار خواب میں دیکھا......" اور امام احمد بن حنبل نے خواب میں اللہ تعالیٰ سے پوچھا .... اور ابو زید نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا .... اور ایسے ہی حمزہ زیات اور ابی الفوارس کرمانی اور حکیم ترمذی اور شمس الآئمہ کردری وغیرہم سے مروی ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا ہے......" (بغیۃ الرائد فی شرح العقائد ص۵۸، و شرح فقہ اکبر ص۱۵۲، طبع دہلی وص۱۴۸، طبع کراچی) اور امام احمد بن حنبل فرماتے تھے: "وکان یقول رأیت رب العزۃ فی المنام فقلت یارب ما أفضل ما یتقرب بہ المتقربون الیک؟ فقال بکلامی یا احمد فقلت بفہم او بغیر فہم....." کہ میں نے نیند (خواب) میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور کہا، "سب سے افضل کونسی شئے ہے جس کے ساتھ لوگ تیرے مقرب بندے بن جاتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے کلام کے ساتھ اے احمد! میں نے کہا، تیرا کلام سمجھنے کے ساتھ یا اس کے بغیر؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے احمد: میرا کلام سمجھنے اور بغیر سمجھنے سے میرے مقرب ہو جاتے

ہیں۔" (طبقات شعرانی، ج ۱، صـ۴۴، طبع مصر و نور الابصار ج ۲، صـ۲۴۸، سطر ۱۱ تا ۱۳، طبع مصر و مترجم ج ۲، صـ۴۱۳-۳۱۴، مترجم غلام رسول رضوی و ہدیۃ المہدی، ج ۱، صـ۸۹ وحیوۃ الحیوان، ج ۱، صـ۵۱ طبع جدید مصر وتتم و مترجم ج ۱، صـ۱۵۸، طبع کراچی، وشرح فقہ اکبر، صـ۹۹، سطر آخر، طبع کراچی، و تفسیر ابن کثیر ج ۴، صـ۲۵۰، طبع القاہرہ، زاد المعاد ابن قیم، ج ۳ صـ۳۶، صـ۳۷ ومقدمہ کتاب الرویۃ دار قطنی، صـ۷۶، صـ۷۹ از ابراہیم محمد العلی

مرزا غلام احمد قادیانی کا بیان ہے کہ "ایک مرتبہ تمثل طور پر مجھے اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور میں نے اپنے ہاتھ سے کئی پیشگوئیاں لکھیں جن کا مطلب یہ تھا کہ ایسے واقعات ہونا چاہئیں۔ تب میں نے وہ کاغذ دستخط کروانے کے لیے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تامل کے سرخی روشنائی کے قلم سے اس پر دستخط کیے اور دستخط کرتے وقت قلم کو چھڑکا جیسا کہ جب قلم پر زیادہ سیاہی آجاتی ہے تو اسی طرح جھاڑ دیتے ہیں اور پھر دستخط کر دیئے اور مجھ پر اس وقت نہایت رقت کا عالم طاری تھا، اس خیال سے کہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر کس قدر فضل اور کرم ہے کہ جو کچھ میں نے چاہا، اللہ تعالیٰ نے بلا توقف اس پر دستخط کر دیئے۔ اور اسی وقت میری آنکھ کھل گئی۔" (حقیقت الوحی صـ۲۵۵، نشان ۱۰۶ و تریاق القلوب صـ۶۲، طبع جدید، و روحانی خزائن ج ۱۵ صـ۱۹۷، طبع لندن، و روحانی خزائن ج ۲، سرمہ چشم آریہ صـ۱۳۱، صـ۱۳۲، حاشیہ طبع لندن، و تفسیر کبیر ج ۷، صـ۱۱۵، طبع لندن و روحانی خزائن، نمبر ۲، ملفوظات: ج ۴، صـ۳۶۹، طبع لندن۔

مرزا صاحب نے مزید کہا: "رائیتنی فی المنام عین اللہ" میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خود اللہ ہوں۔" (روحانی خزائن، ج ۵، ص ۵۶۴ و ج ۱۳، ص ۱۰۳۔ طبع جدید انگلینڈ و آئینہ کمالات اسلام، ص ۵۶۴، احمدیہ پاکٹ بک ص ۵۸۱، طبع انڈیا)۔

مولوی محمد قاسم نانوتوی نے ایام طفلی میں یہ خواب دیکھا کہ گویا میں اللہ جل شانہٗ کی گود میں بیٹھا ہوا ہوں۔ اُن کے دادا نے یہ تعبیر دی کہ تم کو اللہ تعالیٰ علم عطا فرمائے گا اور بہت بڑے عالم ہوگے اور نہایت کثرت حاصل ہوگی۔" (سوانح عمری مولوی محمد قاسم صاحب، مؤلفہ محمد یعقوب نانوتوی ج ۱، ص ۱۳۲ و ص ۳۰ طبع قدیم، احمدیہ پاکٹ بک ص ۵۹۰، برق آسمانی ص ۹۷،

مولانا شاہ محمد مسیح اللہ خلیفہ ارشد مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں:

وصل بلگرامی مرحوم کی وفات کے بعد میں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا...... پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو دو مرتبہ خواب میں دیکھا تو یاد ہے اور تیسری مرتبہ میں بھول گیا۔ (شریعت و تصوف ص ۴۷، تالیف محمد مسیح اللہ)

اور صوفیوں کا دعویٰ ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا دیکھیں، طبقات الصوفیہ از خواجہ عبداللہ انصاری صوفی ص ۶، ص ۱۰۶، ص ۲۸۲، مقدمہ ص صد و چہل و یک طبقات الصوفیہ، طبع ایران و بیان المطلوب ترجمہ کشف المحجوب ص ۱۷۲، و تذکرۃ الاولیاء ج ۱، ص ۱۷۱، ج ۲، ص ۱۱، ص ۲۵۲، طبع ایران و مترجم ص ۲۸۹، طبع قدیم لاہور و نفحات الانس ص ۵۷، ص ۱۵۲، طبع ایران و رسالہ قشریہ فارسی ترجمہ ص ۷۰۴ تا ص ۷۰۶، طبع ایران، مزید تفصیل کے لیے میری کتاب تحفۂ صوفیہ معروف بہ فرق بین شیعہ و صوفیہ کی طرف رجوع فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ کے سر کے بال:۔ عن ام الطفیل امراۃ ابی ابن کعب انہا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یذکر انہ رای ربہ عزوجل فی النوم فی صورۃ شاب ذی وفرۃ قدماہ فی الخضرۃ علیہ نعلان من ذھب علی وجھہ فراش من ذھب: امّ الطفیل سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا، آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرمائے تھے کہ میں نے اپنے اللہ عزّوجلّ کو خواب میں ایک جوان کی صُورت میں دیکھا ہے جس کے سر کے بال کثرت سے ہیں اور وہ (اللہ) سبز لباس اور سونے کی جُوتیاں پہنے ہُوئے ہے اور اُس کے چہرے پر سونے کا پردہ پڑا ہُوا ہے۔" (یاد رہے پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا خواب سچّا ہوتا ہے۔ فتدبّر)۔ کتاب الرّویۃ للدارقطنی ج ۲، ص۳۵۷، مع حاشیہ، ص۳۵۹، حدیث ۲۸۵ تا ۲۸۷ طبع اُردن، کنز العمال ج ۱ ص۵۸ طبع دکن، حدیث ۱۱۵۴، ابن ابی عاصم فی السُّنّۃ، (۱/۲۰۵/۴۷۱)، الطبرانی فی الکبیر (۲۵/۱۴۳)، ابن حجر فی الاصابۃ، (۴/۴۷۰)، التہذیب والتھذیب، (۱۰/۹۵)، ابن جوزی فی العلل المتناھیۃ، (۱/۲۹، ۳۰)، فی الموضوعات، (۱/۱۲۵)، واللالکائی، (۹۰۹)، بلفظ آخر و ذکرہ جماعۃ منھم البخاری فی تاریخ الکبیر، (۳/۲/۵۰۱)، تاریخ صغیر، (۱/۳۲۷)، والبیھقی فی الاسمآ والصّفات ص۴۴۶، ص۴۴۷، الذہبی فی المیزان' (۴/۲۴۹)، والخطیب البغدادی فی تاریخ بغداد، (۱۳/۳۱۱)، والفوائد المجموعۃ للشوکانی، ص۴۴۷، ص۴۴۸، والمصنوع للقاری ص۱۰۲ تا ص۱۰۴، الاسرار المرفوعۃ لہ ایضاً ص۲۰۹، ص۲۱۰،

اللہ تعالیٰ حالتِ شباب میں :۔ عن ام الطفیل امراۃ ابی ابن کعب انہا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یذکر انہ رای ربہ عزوجل فی النوم فی صورۃ شاب ذی وفرۃ قدماہ فی الخضرۃ علیہ نعلان من ذھب علی وجھہ فراش من ذھب : امّ الطفیل سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سُنا، آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرمارہے تھے کہ میں نے اپنے اللہ عزّوجلّ کو خواب میں ایک جوان کی صُورت میں دیکھا ہے جس کے سر کے بال کثرت سے ہیں اور وہ (اللہ) سبز لباس اور سونے کی جُوتیاں پہنے ہُوئے ہے اور اُس کے چہرے پر سونے کا پردہ پڑا ہُوا ہے۔ (یاد رہے پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا خوابِ سچّا ہوتا ہے۔ فتدبر)، کتاب الرّویۃ للدارقطنی ج ۲، ص۳۵۷ مع حاشیہ، ص۳۵۹، حدیث ۲۸۵ تا ۲۸۷ طبع اُردن، کنز العمال ج ۱ ص۵۸ طبع دکن، حدیث ۱۱۵۴، ابن ابی عاصم فی السُّنّۃ، (۱/۲۰۵/۴۷۱)، الطبرانی فی الکبیر (۲۵/۱۴۳)، ابنِ حجر فی الاصابۃ، (۴/۴۷۰)، التھذیب والتھذیب، (۱۰/۹۵)، ابن جوزی فی العلل المتناہیۃ، (۱/۲۹، ۳۰)، فی الموضوعات، (۱/۱۲۵)، واللالکائی، (۹۰۹)، بلفظ آخر و ذکرہ جماعۃ منہم البخاری فی تاریخ الکبیر، (۳/۲/۵۰۱)، تاریخ صغیر، (۱/۳۲۷)، والبیہقی فی الاسماء والصّفات ص۴۴۶، ص۴۴۷، الذّہبی فی المیزان (۴/۲۴۹)، والخطیب البغدادی فی تاریخ بغداد، (۱۳/۳۱۱)، والفوائد المجموعۃ للشوکانی، ص۴۴۷، ص۴۴۸، والمصنوع للقاری ص۱۰۲ تا ص۱۰۴، الاسرار المرفوعۃ لہ ایضاً ص۲۰۹، ص۲۱۰۔

اللہ تعالیٰ کا سبز لباس :۔ عن ام الطفیل امراۃ ابی ابن کعب انہا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یذکر انہ رای ربہ عزوجل فی النوم فی صورۃ شاب ذی وفرۃ قدماہ فی الخضرۃ علیہ نعلان من ذھب علی وجھہ فراش من ذھب: امّ الطفیل سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سُنا، آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرماتے تھے کہ میں نے اپنے اللہ عزّوجلّ کو خواب میں ایک جوان کی صُورت میں دیکھا ہے جس کے سر کے بال کثرت سے ہیں اور وہ (اللہ) سبز لباس اور سونے کی جُوتیاں پہنے ہُوئے ہے اور اُس کے چہرے پر سونے کا پردہ پڑا ہُوا ہے۔" (یاد رہے پیغمبرِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا خواب سچّا ہوتا ہے۔ فتدبّر)، کتاب الرویۃ للدارقطنی، ج ۲، ص۳۵۷، مع حاشیہ، ص۳۵۹، حدیث ۲۸۵ تا ۲۸۷ طبع اُردن، کنز العمال، ج ۱ ص۵۸ طبع دکن، حدیث ۱۱۵۴، ابن ابی عاصم فی السُّنّۃ، (۱/۲۰۵/۴۷۱)، الطبرانی فی الکبیر (۲۵/۱۴۳)، ابنِ حجر فی الاصابۃ، (۴/۴۷۰)، التھذیب والتھذیب، (۱۰/۹۵)، ابن جوزی فی العلل المتناہیۃ، (۱/۲۹، ۳۰)، فی الموضوعات، (۱/۱۲۵)، واللالکائی، (۹۰۹)، بلفظ آخر و ذکرہ جماعۃ منہم البخاری فی تاریخ الکبیر، (۳/۲/۵۰۱)، تاریخ صغیر، (۱/۳۲۷)، والبیہقی فی الاسمأ والصّفات ص۴۴۶، ص۴۴۷، الذّہبی فی المیزان، (۴/۲۴۹)، والخطیبُ البغدادی فی تاریخ بغداد، (۱۳/۳۱۱)، والفوائد المجموعۃ للشوکانی، ص۴۴۷، ص۴۴۸، والمصنوع للقاری ص۱۰۲ تا ص۱۰۴، الاسرار المرفوعۃ لہ ایضاً ص۲۰۹، ص۲۱۰)،

اللہ تعالیٰ کی جُوتیاں:- عن ام الطفیل امراۃ ابی ابن کعب انہا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یذکر انہ رای ربہ عزوجل فی النوم فی صورۃ شاب ذی وفرۃ قدماہ فی الخضرۃ علیہ نعلان من ذہب علی وجہہ فراش من ذہب: امّ الطفیل سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سُنا، آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے تھے کہ مَیں نے اپنے اللہ عزّوجلّ کو خواب میں ایک جوان کی صُورت میں دیکھا ہے جس کے سر کے بال کثرت سے ہیں اور وہ (اللہ) سبز لباس اور سونے کی جُوتیاں پہنے ہُوئے ہے اور اُس کے چہرے پر سونے کا پردہ پڑا ہُوا ہے۔ (یاد رہے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا خواب سچا ہوتا ہے۔ فتدبّر)، کتاب الرویۃ للدارقطنی ج ۲، ص۳۵۷، مع حاشیہ، ص۳۵۹، حدیث ۲۸۵ تا ۲۸۷ طبع اُردن، کنز العمال ج ا ص۵۸ طبع دکن، حدیث ۱۱۵۴، ابن ابی عاصم فی السُّنۃ، (۱/۲۰۵/۴۷۱)، الطبرانی فی الکبیر (۲۵/۱۴۳)۔ ابن حجر فی الاصابۃ، (۴/۴۷۰)، التہذیب والتہذیب، (۱۰/۹۵)۔ ابن جوزی فی العلل المتناہیۃ، (۱/۲۹، ۳۰)، فی الموضوعات، (۱/۱۲۵)، واللالکائی، (۹۰۹)، بلفظ آخر و ذکرہ جماعۃ منہم البخاری فی تاریخ الکبیر، (۳/۲/۵۰۱)، تاریخ صغیر، (۱/۳۲۷)، والبیہقی فی الاسماء والصفات ص۴۴۶، ص۴۴۷، الذہبی فی المیزان (۴/ ۲۴۹)، والخطیب البغدادی فی تاریخ بغداد، (۱۳/۳۱۱)، والفوائد المجموعۃ للشوکانی، ص۴۴۷، ص۴۴۸، والمصنوع للقاری ص۱۰۲ تا ص۱۰۴، الاسرار المرفوعۃ لہ ایضاً ص۲۰۹، ص۲۱۰،

مولانا نواب صدّیق حسن خان بھوپالی رقمطراز ہیں کہ : خُدا عرش پر بیٹھا ہے اَور عرش اُس کا مکان ہے اَور دونوں قدم اپنے کرُسی پر رکھے ہیں اور کرُسی اُس کے قدم رکھنے کی جگہ ہے اور ذات خدا کی جہت فوق اَور طرف علو میں ہے اور اُس کو فوقیت جہت کی ہے نہ فوقیت رُتبے کی اَور وہ عرش پر رہتا ہے اَور اُترتا ہے ہر شب کو طرف آسمان دُنیا کے اَور اُس کے لیے دہنا بایاں ہاتھ اور قدم اَور ہتھیلی اَور اُنگلیاں اَور دو آنکھیں اَور مُنہ اَور پنڈلی وغیرہ سب چیزیں بلاکیف ثابت ہیں اَور جو آیتیں اِس بارے میں ہیں سب محکمات ہیں، آیاتِ متشابہات نہیں اَور اُن آیات و احادیث میں تاویل نہ کرنا چاہیے، سب آیتیں اَور حدیثیں اپنے ظاہر معنی پر محمول ہوں گی اور اسی ظاہری معنی پر عمل اَور اعتقاد رکھنا چاہیئے' (رسالہ الاحتوا علی مسالہ الاستوا ، مطبوعہ گلشن اودھ لکھنؤ، و فتح المبین ص۴۴۵ ص۴۴۶) اَور شرح عقیدہ طحاویہ میں ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ خُدا دیکھا جاسکتا ہے ، لیکن وہ کسی جہت میں نہیں ہے، اُن کی بات عقل کے منافی ہے ، اِس لیے کہ جب کوئی شخص کہتا ہے، میں ایک چیز کو دیکھ رہا ہُوں لیکن نہ وہ سامنے ہے ، نہ پیچھے ہے نہ دائیں، نہ بائیں ہے اَور نہ ہی اُوپر ہے ، نہ نیچے ہے تو فطرتِ سلیمہ رکھنے والا اُس کی بات تسلیم نہ کرے گا، (اُردو ترجمہ شرح عقیدہ طحاویہ ، ص۲۶۱ ، طبع فیصل آباد)۔

مولانا شاہ اِسمٰعیل شہید (صاحبِ تقویۃ الایمان) رقمطراز ہیں: "واجبُ الوجود (یعنی اللہ تعالیٰ) کو زمان و مکان اَور جہت و ماہیت

اَور ترکیب عقلی سے پاک اَور منزہ سمجھنا اَور اُس کی صفات کو اُس کا عین سمجھنا یا عینِ ذات پر زاید سمجھنا اَور متشابہات کی تاویل کرنا اَور اللہ تعالیٰ کا دیدار بلاجہت و محاذات ثابت کرنا یہ سب بدعاتِ حقیقہ کی قِسم سے ہَیں" (ایضاح الحق الصّریح، صـ۷۷، مترجم طبع کراچی)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے والد شاہ عبدالرّحیم کے مُتعلق لکھتے ہیں ، والدِ ماجد فرمایا کرتے تھے کہ بعض درویشوں کے بارے میں مُجھے تردُّد تھا کہ حضرت حق تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ کیا مرتبہ رکھتے تھے، چُنانچہ مَیں نے چشمِ مشاہدہ سے ایک تجلّی دیکھی گویا حضرتِ حق تعالیٰ حَسین صُورت میں متمثّل ہوکر برقعہ پوش ہَیں ، میرے اَور حق تعالیٰ کے درمیان کچھ فاصلہ ہے ، جب اُس کا جمالِ پاک مُجھ پر ظاہر ہُوا تو دِل ہاتھ سے چلا اَور مُجھے اس سے بھی زیادہ قرب کی خواہش پیدا ہُوئی ، وہ میری اِس تمنا پر مُطّلع ہوکر قدرے اَور نزدیک ہُوا ، اُس پر آتشِ شوق بھڑک اٹھی اَور خواہشِ قُرب میں اَور اِضافہ ہُوا ، اُس پر مُطّلع ہوکر وہ اَور نزدیک آگیا ، اس مرحلہ پر مَیں بُرقعہ کی موجودگی سے تنگ آگیا اور اس کے ہٹانے کی آرزو کی ، فرمایا ، بُرقعہ تو بہت باریک ہے جو حُسنِ مستُور کو اَور نمایاں کر رہا ہے ، عرض کی پھر بھی حجاب تو ہے ، بالآخر نقاب اُٹھا دی اور پھر فرمایا کہ بعض سالکوں کو پہلا مرتبہ حاصل ہے ، خاص سالکین کو دُوسرا مرتبہ اور اخص الخواص کو مرتبۂ ثالث میسر ہے اَور فلاں فلاں ان تینوں میں سے کوئی مرتبہ بھی نہیں رکھتے (انفاس العارفین ، صـ۹۴ ، مترجم ، طبع لاہور) ، مزید تفصیل کے لیے میری کتاب تحفۂ صُوفیہ معروف بہ فرق بین شیعہ وصُوفیہ کی طرف رجوع فرمائیں !

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مزید رقم طراز ہیں:

"چنانچہ اللہ نے اپنے لیے جہت بھی ثابت کیا اور فرمایا: اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی" اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حبشیہ سے کہا: اللہ کہاں ہے؟ اور اس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا تو آپ نے فرمایا، یہ مومنہ ہے: (حجۃ اللہ البالغہ، ج ۱، ص ۱۲۳، طبع مصر، منصب نبوت اور اس کے عالی مقام حاملین، ص ۱۰۶، طبع لکھنؤ از مولانا ابوالحسن ندوی) و ادلہ علو اللہ تعالیٰ علی خلقہ، مع تعلیق محمد بن احمد سید احمد، طبع مکہ وصحیح مسلم شریف حدیث ۵۳۷، و الابانۃ عن اصول الدیانۃ ص ۷۶، طبع جدید بیروت اس کو نقل کر کے ابوالحسن الاشعری رقم طراز ہیں"

و ہذا یدل علی ان اللہ عزوجل علی عرشہ فوق السماء، اور یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ آسمان کے اوپر عرش پر ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اور اعضاء: وحکی عن داود الجوارلی انہ قال: اعفونی عن الفرج واللحیۃ واسألونی عما وراء ذٰلك وقال ان معبودہ جسم ولحم ودم ولہ جوارح واعضأ من ید ورجل وراس ولسان وعینین واذنین۔" یعنی جب داؤد جوار بی سے اللہ تعالےٰ کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے جواب دیا کہ مجھ سے اللہ کی فرج (شرمگاہ) اور داڑھی کے بارے میں نہ پوچھو (کہ کیسی ہے اس کو میں نہیں بتاؤں گا)، باقی جو چاہے پوچھو کہ اُس کے سب اعضا ہیں، جسم ہے، گوشت بھی، خون بھی، اعضاً و جوارح بھی، ہاتھ بھی ہیں، پاؤں بھی سر بھی ہے، زبان بھی آنکھیں بھی ہیں اور کان بھی (الملل والنحل للامام شہرستانی، ج ۱، صـ ۹۶، طبع مصر، المواقف المجلد الرابع صـ ۲۹۹)، ومنہاج السنۃ ج ۱، صـ ۲۳۸، صـ ۲۶۰، طبع مصر

نبیؐ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سات زمینوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "والذی نفس محمد بیدہ لو انکم دلیتم بحبل الی الارض السفلی لھبط علی اللّٰہ" اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے اگر تم سب سے نچلی زمین کی طرف رسّی لٹکاؤ، وہ اللہ پر گرے (ترمذی شریف، مترجم ج ۲، تفسیر سورۃ حدید، صـ ۵۳۰) جامع الاصول ج ۴، صـ ۲۳، واجتماع الجیوش الاسلامیہ صـ ۱۵۲! از ابن قیم وادلّۃ علو اللہ تعالیٰ علیٰ خلقہ، صـ ۷۹، طبع مکہ، تالیف ابن قیم

اللہ کی شکل وصورت: عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خلق اللہ آدم علی صورتہ طولہ ستون ذراعا۔" حضرت ابوہریرہؓ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا اور آپ کا قد ساٹھ گز تھا۔ (صحیح بخاری شریف ج ۴، ص۶۱ و مترجم ج ۳، ص۲۳۵، صحیح مسلم شریف، ج ۲، ص۱۸۷۹ و عربی ۲، ص۲۸۰ و مسند احمد ص۴۸۱ ج ۲)۔ عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اذا قاتل احدکم اخاہ فلیجتنب الوجہ فان اللہ خلق آدم علی صورتہ: یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لڑتے وقت چہرہ پر نہ مارو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔ (صحیح مسلم شریف، ج ۲، ص۳۲۷ و مترجم ج ۲، ص۱۶۵۲ و ادب المفرد، مترجم کتاب زندگی ص۸۶) وکنز العمال، ج ۱، ص۵۷، جامع الصغیر ج ۲ ص۴، طبع بیروت، کنوز الحقائق ص۱۵۴، الانسان الکامل للجیلی، ج ۲ ص۴۹ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ہے کہ آپؐ دعا فرماتے تھے: "اسألک لذۃ النظر الی وجھک" یعنی میں تجھ (اللہ) سے سوال کرتا ہوں کہ تیرے چہرے کے دیکھنے کی لذت میں بھی پاؤں۔ (مشکوٰۃ شریف ص۲۲۰، طبع مجتبائی دہلی و مترجم ج ۱، ص۵۵۲۔ کتاب اللمع ص۶۳ اردو ص۱۱۰ و شرح عقیدہ طحاویہ اردو ص۱۳۵ سطر آخر و امام ابن تیمیہ ص۱۷۹ از محمد یوسف کوکن عمری، و سنن

النسائی ۳/ ۵۴، طبع بیروت، و ابن حبان برقم (۱۹۶۸)، الاحسان و مستدرک الحاکم، ج ۱، ص ۵۲۴، طبع بیروت و قاضی اسمٰعیل فی الحجۃ و رقۃ (۱۸۵)، مخطوط مصورہ عن مخطوطۃ حکیم اوغلو علی رقم المخطوط فیھا (۸۴۷)، وکتاب الرویۃ للدارقطنی، ج ۲، ص ۲۵۷، حدیث ۱۵۸ مع حاشیہ طبع اردن، اور آیت "للذین احسنوا الحسنیٰ و زیادہ....." (سورۂ یونس ۱۰، آیت ۲۶)، "جو لوگ نیکی کرتے ہیں وہ اس کے لیے اچھی اور زیادہ جزا رکھتے ہیں" "زیادۃ" کی تفسیر کے لیے حضرت ابوبکرؓ سے پوچھا گیا، "وما الزیادۃ یا خلیفۃ رسول اللّٰہ؟" یا خلیفہ رسول اللّٰہ! زیادہ سے مراد کیا ہے؟ "قال النظر الی وجہ اللّٰہ عزوجل" تو آپ نے فرمایا: "اللّٰہ عزوجل کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھنا" الاجری فی الشریعۃ ص ۲۵۷، وکتاب التصدیق بالنظر ص ۸۵، حدیث ۱۹، ۲۲، ۳۷، ۳۸، ۶۲ طبع بیروت، والدارقطنی فی العلل، (۱/ ۲۸۲) و ابن عاصم فی السنۃ (۱/ ۲۰۶/ ۴۷۴) وابن جریر فی تفسیر (۱۱/ ۱۰۴، ۱۰۵) والدارمی فی الرد علی الجھمیہ ص ۶۰، ص ۶۱، ص ۳۰۴، ۳۰۳، والبیھقی فی الاعتقاد ص ۶۲ و ابن خزیمہ فی التوحید ص ۱۸۳، ص ۳۶۹، ص ۳۷۰، وھناد فی الزہد برقم ص ۱۷۰، طبع کویت، واللالکائی فی شرح الاعتقاد برقم ص ۷۸۴ وعبداللّٰہ بن احمد فی سنۃ ص ۶۰، ص ۲۷۸، ص ۲۸۳، ص ۲۸۴ وکتاب الرویہ للدارقطنی ج ۲، ص ۲۷۹، ص ۲۹۳، حدیث ۱۹۲، ۲۰۱، طبع اردن و عظمۃ المنۃ فی رویۃ المومنین ربھم فی الجنۃ ص ۲۲ از عبدالرحمٰن طبع مکہ" اور آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے دو جنتیں ہیں جن کے "ان ینظروا الی ربھم الا ردا الکبریا علی وجھہ فی جنۃ عدن" یعنی لوگوں کو

اپنے پروردگار کے دیکھنے میں کوئی آڑ نہیں ہوگی، جنت میں سوائے ایک چادرِ بزرگی کے جو اللہ کے مُنہ پر ہوگی۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، ج ۱، ص ۱۱۲، طبع لبنان و مترجم ج ۱، ص ۳۳۸، مطبع صدیقی لاہور

علامہ وحید الزماں فرماتے ہیں: والظھور فی ای صورۃ شاء یعنی اللہ تعالیٰ جس صورت میں چاہتا ہے ظہور فرماتا ہے (ہدیۃ المہدی ص ۷، ج ۱، سطر ۱۶، طبع دہلی)۔

اللہ تعالیٰ کا پہلو: عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یدنی المومن فیضع علیہ کنفہ

حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "اللہ تعالیٰ مومن کو (قیامت کے روز) قریب کرے گا یہاں تک کہ پروردگار اپنا ایک جانب (پہلو) اُس پر رکھ دے گا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۸۵، ط مجتبائی دہلی و مترجم: ج ۳، ص ۵۵، حدیث ۵۳۱۵/۲، باب الحساب، ط لاہور، بخاری شریف، کتاب المظالم ج ۲، ص ۴۵، وکتاب التفسیر سورۃ ہود، ج ۳، ص ۱۰۲، ط مصر و ج ۳، ص ۹۷، و ج ۵، ص ۲۱۴ ط جدید، بیروت و مترجم وحید الزمان، پارہ ۱۹، ص ۲۴ ط لاہور قدیم)۔

تمت بالخیر

نظرِ ثانی: ۱۰-۱-۹۶، بوقت: ۱۲-۴۵ شب

۲۰، رمضان المبارک، ۱۴۱۶ ہجری

بمقام: ورجینیا (واشنگٹن)، امریکہ۔